﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ☆ ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۲۰/اگست ۱۹۹۹ء شمارہ ۳۴

۷/جمادی الاول ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۲۰/ظہور ۱۳۷۸ ہجری شمسی

پوشیدہ نیکیاں

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"سات آدمی قیامت کے دن سایۂ رحمت الٰہی کے نیچے ہونگے۔ان میں ایک وہ شخص ہے جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا"۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقة باليمين)

آج ساری دنیا سے آنے والے گواہ ہیں کہ خدا کی قسم جماعت احمدیہ کی سچائی سب دنیا پر روشن ہو چکی ہے

آج تک کسی مذہبی جماعت کو یہ توفیق عطا نہیں ہوئی کہ ایک سال میں ایک کروڑ سے زائد بندگانِ خدا کے دل خدا کے قدموں میں پیش کر سکے

آپ دیکھیں گے کہ دن بدن جماعت ترقی کرتی چلی جائے گی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۸۹۹ء کے الہامات کا تذکرہ۔ ان الہامات کا ۱۹۹۹ء سے گہرا تعلق ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز کے جلسه سالانه برطانیه سے افتتاحی خطاب کا خلاصه

اسلام آباد۔ٹلفورڈ (۳۰/جولائی): آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۴ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔ قریباً ساڑھے تین بجے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ کی مین مارکی سے باہر لوائے احمدیت لہرایا اور امیر صاحب برطانیہ مکرم افتخار احمد صاحب ایاز نے برطانیہ کا قومی جھنڈا لہرایا۔اس جگہ دنیا کے ان مختلف ممالک کے جھنڈے بھی لہرا رہے تھے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔پرچم کشائی کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی۔پھر حضور ایدہ اللہ جلسہ گاہ کی مردانہ مارکی میں تشریف لے گئے اور سٹیج پر رونق افروز ہوئے اور تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی اور پھر ان آیات کا اردو ترجمہ پیش کیا۔بعد ازاں مکرم عبد المنعم ناصر صاحب آف ناروے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم کے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ حضور ایدہ اللہ کے خطاب سے قبل آئیوری کوسٹ کے وزیر مذہبی امور آنریبل لیون کونا کوفی (Hon.Leon Konan Koffi) نے صدر مملکت آئیوری کوسٹ ہزایکسی لینسی ہنری کونان بیڈی (Henry Konan Bedi) کا جلسہ کے لئے پیغام فرنچ زبان میں پڑھ کر سنایا جس کا اردو ترجمہ مکرم عبد الرشید صاحب انور مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ نے پیش کیا۔(اس پیغام کا خلاصہ اسی اخبار میں الگ شائع کیا جا رہا ہے)۔بعد ازاں قریباً چار بجکر بارہ منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب شروع ہوا۔ذیل میں خطاب کا خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اپنے افتتاحی خطاب سے پہلے میں نے جس سورۃ کو دہرایا ہے یہ قرآن کریم کا افتتاح ہے یعنی سورۃ فاتحہ اور اس میں سارے قرآن کریم کے مضامین کا خلاصہ موجود ہے۔اس پر جتنا بھی غور کریں اتنا ہی کم ہے اور اس کی گہرائی میں جتنا بھی اترنے کی کوشش کریں اس کی اتھاہ کو کوئی نہیں پا سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ اس وقت سب سے پہلے میں حاضری کا جائزہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ابھی ابھی امیر صاحب نے اعداد و شمار کا خلاصہ پیش کیا ہے جس کے مطابق گزشتہ سال کے آخری دن کی حاضری سے آج پہلے اجلاس کی حاضری زیادہ ہے۔الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ گزشتہ سال آخری دن کی حاضری سترہ ہزار پانچ سو (۱۷۵۰۰) تھی۔امسال پہلے دن کی حاضری اٹھارہ ہزار پانچ سو (۱۸۵۰۰) ہے۔الحمد للہ علی ذلک۔ حضور نے فرمایا کہ اس حاضری میں اضافہ کی بڑی وجہ تو یہی ہے کہ غلطی سے لوگوں نے اس سال کو اس صدی کا آخری سال سمجھ رکھا تھا اور ہر ایک نے دوڑ لگائی ہوئی تھی کہ ہم پہلے پہنچیں۔امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۹۹ء صدی کا آخری سال نہیں بلکہ جو اس کے بعد آئے گا اس صدی کا وہ آخری سال ہوگا اور ۲۰۰۱ء سے نئی صدی کا آغاز ہوگا۔

اس ضمنی بات کے بعد حضور نے فرمایا کہ اب میں آپ کے سامنے چند ایسے امور رکھتا ہوں جن کا جماعت احمدیہ کی تاریخ سے اس قدر گہرا تعلق ہے کہ ان کو سنگ میل قرار دیا جا سکتا ہے۔خدا ہماری ان فتوحات کی راہوں کو اور زیادہ وسیع فرماوے اور جماعت احمدیہ کو فتح پر فتح کا نظارہ دکھاتا چلا جائے۔ایک ہی سال میں ایک کروڑ سے زائد احمدی ہونے کی اطلاع ہمیں مل چکی ہے اور یہ بھی اس صدی کا خاص سنگ میل ہے۔ آج تک دنیا میں کسی مذہب کو یہ توفیق عطا نہیں ہوئی کہ ایک سال میں ایک کروڑ سے زائد بندگان خدا کے دل خدا کے قدموں میں پیش کر سکے اور ساری دنیا میں بے انتہا عیسائی ترقی کے باوجود کوئی دنیا کا عیسائی ملک یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتا کہ اس ایک سال میں ایک کروڑ کے لگ بھگ نئی روحیں عطا ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی اطلاعیں آ رہی ہیں اس لئے آخری اعداد و شمار انشاء اللہ حسب موقع بیان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ النصر میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ. وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ. اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ کہ جب بھی تم دیکھو گے کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہونگے تو یہ ایک ایسا منظر ہے جو دنیا کی فتوحات میں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔فوجیں جوق در جوق اور دستہ بدستہ غیر ملکوں کی زمین میں داخل ہوا کرتی ہیں۔ یہاں الٹ منظر ہے۔فوج در فوج لوگ اسلام کی سرزمین میں داخل ہو رہے ہیں۔اس موقعہ پر نصیحت یہ ہے کہ اس وقت اپنے غرور اور تکبر اور نفسانی بت کو توڑ دو اور خدا کے حضور جھک جاؤ اور اسی سے دعا مانگو، اسی سے استغفار کرو، اسی کی حمد بلند کرو۔پس آج کا جلسہ اس پہلو سے بھی خاص سورۃ النصر کا جلسہ ثابت ہوگا جو انشاء اللہ رفتہ رفتہ کھلتا چلا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اس ضمن میں ایک ایسی بات کا میں ذکر کرنے لگا ہوں جو براہ راست تو اس جلسے سے تعلق نہیں رکھتی مگر مجبوراً مجھے اس کا ذکر کرنا پڑ رہا ہے۔بات یہ

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خدا گواہ ہے کہ مجھے آپ سے سچی محبت ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا دکھ مجھے بے حد بے چین کرتا ہے۔

مومنین کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی

جلسہ سالانہ کی مناسبت سے میزبانوں اور مہمانوں کو نہایت اہم نصائح

خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰/جولائی ۱۹۹۹ء

اسلام آباد۔ٹلفورڈ (۳۰/جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ اسلام آباد

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بیعت تخمریزی ہے اعمال صالحہ کی

بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی کرنی ضروری ہے۔ پس تقویٰ، عبادت اور ایمانی حالت میں ترقی کرو

خلاصہ خطبہ جمعہ ۶/اگست ۱۹۹۹ء

لندن (۶/اگست): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الفتح کی

آیت نمبر ۱۱ اور پھر آیت نمبر ۱۹ کے حوالے سے بیعت کے مضمون پر روشنی ڈالی۔ حضور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی بیعت سے متعلق بتایا کہ کن امور سے متعلق آپ بیعت لیا کرتے تھے۔ ان میں اقامت صلاۃ، ایتاء زکوۃ، مسلمانوں کی خیر خواہی، اطاعت اور اولوالامر سے جھگڑا نہ کرنے کے امور شامل تھے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے اللہ نہ کلام کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا۔ ایک وہ جس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ مسافر کو اس سے محروم رکھے۔ دوسرا وہ جو اپنی دنیاداری کی خاطر کسی امام کی بیعت کرے کہ اگر تو وہ اسے مطلوبہ چیز دے دے تو وہ عہد بیعت نبھائے گا ورنہ نہیں۔ اور تیسرے وہ جو عصر کے بعد بازار میں کوئی چیز بیچنے کے لئے نکلے اور خلاف واقعہ قسم کھا کر کہے کہ مجھے اس کی فلاں قیمت مل رہی تھی حالانکہ وہ نہ مل رہی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے بیعت کی اہمیت اور اس مضمون کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ صحابہ تو بیعت ہی جان قربان کرنے کی کیا کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کی جانے والی بیعت اس کی مثال ہے۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی گھر میں آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو بھی حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کے لئے دروازے کھلے ہیں اور یہ گھر کشادہ ہے اور ایسا کشادہ ہے جو کبھی تنگ نہیں ہوگا۔ اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسیح موعودؑ کے روحانی گھر میں داخل ہونے کی کوشش کرو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی۔ حضور نے عالمی بیعت کے حوالہ سے فرمایا کہ اس بیعت کے نتیجہ میں نیک اعمال کا بیج بویا جا رہا ہے۔ کثرت سے آنے والوں کی اگر ہم نے حفاظت نہ کی تو یہ تخم ضائع ہو جائے گا۔ پس تقویٰ، عبادت اور ایمانی حالت میں ترقی کرو۔

☆......☆......☆

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰/جولائی از صفحہ اول

ٹلفورڈ (سرے) میں ارشاد فرمایا جہاں آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۴ ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہو رہا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ یونس کی آیات ۶۳ تا ۶۵ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد اس تعلق میں ایک حدیث نبوی پیش کی جس میں مومنین کے لئے دنیا و آخرت میں بشریٰ کی وضاحت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ دنیا کی زندگی میں بشریٰ سے مراد وہ رؤیاء صالحہ ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لئے کسی کو دکھائی جاتی ہیں اور آخرت میں ان کی بشریٰ جنت ہے۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے فرمایا کہ خدا کے سچے بندوں کی تائید رؤیاء صالحہ کے ذریعہ ہونے کا مضمون جماعت میں کثرت سے پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جلسہ کے آئندہ خطابات کے ساتھ اس مضمون کا گہرا تعلق ہے۔

حضور نے فرمایا کہ خطبات میں شہداء کے ذکر کا سلسلہ تو بند ہو گیا تھا لیکن بعض بہت اہم واقعات بعد میں علم میں آئے ہیں جن کے متعلق افسوس ہوا کہ ان کے متعلق پہلے کیوں نہیں بتایا گیا۔ اس لئے ہدایت کر دی ہے کہ ان شہداء کے تذکروں میں مناسب جگہ پر انہیں داخل کر لیا جائے اور نیچے یہ نوٹ دے دیا جائے گا کہ اگرچہ میں خطبات میں تو بیان نہیں کر سکا لیکن یہ حق رکھتے ہیں کہ چھپے ہوئے مضمون میں داخل کر لیا جائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کے تعلق میں مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے ضروری نصائح فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جلسہ کے مہمانوں سے عزت و احترام اور محبت اور بے لوث خدمت کا سلوک کریں۔ یہ وہ جذبہ ہے جس سے انسان فطری طور پر سرشار ہوتا ہے۔ اس میں تصنع اور تکلف کا کوئی دخل نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انگلستان والے نہ صرف مہمانوں کی خدمت کریں بلکہ جلسہ میں بھی شرکت کریں۔ میزبانوں کو اپنے گھر اپنے دل کی فراخی کی طرح کھلے کرنے چاہئیں لیکن جلسہ سے محروم نہ ہوں۔ روحانی مائدہ خود بھی کھائیں اور ان کو بھی کھلائیں۔

حضور نے عمومی نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ ذکر الٰہی اور درود شریف میں وقت گزاریں۔ التزام کے ساتھ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔ فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ باہمی گفتگو میں دھیما پن اور وقار ہو۔ حضور نے نعروں کے پرانے طریق نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے متعلق فرمایا کہ یہ رواج نہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں۔ (یعنی یہ کہ ایک شخص نعرہ تکبیر بلند کرے اور باقی اس کا جواب دیں)۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ اکبر کی آواز تو آ جاتی تھی مگر دلی زبان سے بے اختیار بلند ہو جائے تو اس میں کوئی شکوہ نہیں۔ حضور نے اس کی بجائے تسبیح و تحمید میں مصروف رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ منتظمین جلسہ کی اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس اطاعت میں تعاون ہو اور تلخی کی اطاعت نہ ہو اور صفائی تو مومن کی ذات کا حصہ ہے۔ لوگوں کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ کو بھی صاف رکھیں اور اپنے ماحول کو بھی ہر پہلو سے صاف رکھیں۔ کھانا ضائع نہ ہو۔ غض بصر اور پردہ کا خیال رکھیں۔ نماز اور جلسہ کے دوران کوئی بچہ روئے تو اسے فوراً الگ لے جانا چاہئے۔ مہمانوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر محدود جگہ اور محدود کھانے پینے کی اشیاء کی وجہ سے حسب منشاء سہولت نہ ملے تو خوشی سے برداشت کریں۔ اگر انتظامات میں کوئی کمزوری دیکھیں تو آپس میں تذکرہ نہ کیا کریں بلکہ متعلقہ منتظم کو توجہ دلائیں۔

حضور نے آخر پر جلسہ سالانہ کے شرکاء کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ اللہ آپ کو خیریت سے لایا ہے واپسی بھی پوری احتیاط سے کریں۔ طاقت سے بڑھ کر اپنے پر بوجھ نہ ڈالیں۔ حضور نے بڑی محبت بھری گلوگیر آواز میں فرمایا مجھے آپ سے سچی محبت ہے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے آپ سے سچی محبت ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا دکھ مجھے بے حد بے چین کرتا ہے۔

وزیر مملکت برائے مذہبی امور آئیوری کوسٹ
آنریبل لیئون کوناں کوفی (Leon Konan Koffi) کا
صدر مملکت آئیوری کوسٹ
کے پیغام پر مشتمل خطاب

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر ۳۰/جولائی کو افتتاحی اجلاس میں آنریبل Leon Konan Koffi وزیر مذہبی امور نے صدر مملکت آئیوری کوسٹ کا جو پیغام پڑھ کر سنایا اس کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے:

جماعت احمدیہ کے لندن میں منعقد ہونے والے اس بین الاقوامی جلسہ سالانہ میں خاکسار وزیر مملکت برائے مذہبی امور اپنے تمام ارکان وفد کے ہمراہ شرکت کرتے ہوئے از حد خوشی محسوس کر رہا ہے۔ اس وفد کی قیادت کا حکم خود صدر مملکت کی طرف سے ملا۔

اس جلسہ میں شرکت کی محبت بھری دعوت کے بعد صدر مملکت نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ بندہ جماعت احمدیہ کے سربراہ کا جو از حد قابل احترام ہیں اور تمام جماعت احمدیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرے۔

صدر مملکت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک جن میں آئیوری کوسٹ کو خاص اہمیت حاصل ہے کے لئے یہ محبت بھری دعوت خیر سگالی کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح سے آئیوری کوسٹ حکومت کی طرف سے عوام کی معاشی، سماجی اور تہذیبی ترقی کے لئے بنائے گئے پروگراموں میں شرکت کی خواہش کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں آئیوری کوسٹ میں جماعت احمدیہ کے قیام کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی ملکی خدمات صرف تبلیغ کے میدان تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر شعبوں میں یہ خدمات ایک شہری کے اچھا انسان بننے اور بہتر زندگی گزارنے میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ اسی لئے صدر مملکت از حد خوشی محسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں "ان کے عوام کی تعمیر نو اور ترقی کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ اور ان کے خیالات میں از حد ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

حکومت آئیوری کوسٹ کے نمائندوں کی اس جلسہ میں شرکت اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ عوام کی مذہبی اور سماجی ترقی کی نیک تمنائیں رکھنے والوں کو ہمیشہ حکومت کی تائید حاصل رہے گی اور صدر مملکت ہز ایکسی لینسی جناب Henry Konan Bedie کی سربراہی میں حکومت نے ہمیشہ اخوت اور اتحاد کے لئے کام کرنے والوں کے ساتھ تعاون کیا ہے۔

شمالاً جنوباً ظلم و ستم کی داستانیں ہیں۔ فاقہ کشی کے قصے، معصوموں کا قتل، سب ایک عام سی بات دکھائی دیں گے۔ ایسے حالات میں بھی آئیوری کوسٹ ایک ایسا ملک بننے کا خواہاں ہے جو امن کا گہوارہ بن جائے۔ لوگوں میں حقیقی طور پر جذبہ تحمل اور برداشت ہو۔ جہاں تمام مذاہب کو مکمل آزادی ہو۔ اسی وجہ سے آئیوری کوسٹ کے قومی ترانہ میں اخوت کا لفظ سنہری لفظوں میں لکھا ہوا ہے۔ اور یہی وجہ حکومتی وفد کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی ہے۔ اسی وجہ سے ایک آئیورین خلوص دل سے کہہ اٹھتا ہے "دل کا امن، روح کا امن اور حقیقی انسانوں کے درمیان امن ہی میرا مطمح نظر ہے۔

مہمانان کرام!

خاکسار جماعت احمدیہ کی روحانی، معاشی اور سماجی ترقی کے لئے کوششوں کو صدر مملکت اور آئیوری کوسٹ کے عوام کی طرف سے سلام کرتا ہے۔ جہاں جماعت نے مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کوششیں کی ہیں وہاں آئیوری کوسٹ کے عوام کے لئے جماعت احمدیہ کی صحت کے میدان میں کوششیں بھی ناقابل فراموش ہیں۔ اجامے (Adjame) کا مرکز صحت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ دیگر سنٹرز کا پروگرام بھی زیر منصوبہ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارے عوام ان سے بہتر استفادہ کر سکیں گے۔

مہمانان کرام!

اپنے اس خطاب کے آخر پر آپ کی طرف سے ہمارے زبردست استقبال کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ محبت اور اخوت کے ہم آہنگ جذبات کے باعث ہم اکٹھے ایسی دنیا کا قیام کر سکیں گے جس میں امن ہی امن ہو اور ہماری آئندہ نسلیں مذہب کی راہ پر چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پر عمل پیرا ہو سکیں۔

خدا تعالیٰ ہم سب پر اپنے فضل نازل فرمائے تاکہ اس قسم کے مواقع ہمیں ملتے رہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت اور حفاظت ہمارے شامل حال ہو اور ہم اس کی حمد کے گیت گاتے رہیں۔

”شیخ عجم“

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید افغانستان

کے سوانح حیات (۱۸۵۳ء - ۱۹۰۳ء)

(سید میر مسعود احمد۔ ربوہ)

(پانچویں قسط)

حضرت صاحبزادہ صاحب کے قیام قادیان کے بعض حالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ کئی مہینہ تک میرے پاس رہے اور اس قدر ان کو میری باتوں میں دلچسپی پیدا ہوئی کہ انہوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے سو میں نے ان کو مستعد پا کر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف ان کے دل میں ڈالے“۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۱،۱۲)

”وہ بار بار کہتے تھے کہ کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ مسیح موعودؑ کی پیشگوئی صرف حدیثوں میں ہے حالانکہ جس قدر قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہو گیا اور مسیح موعودؑ اسی امت میں سے آنے والا ہے اس قدر ثبوت حدیثوں سے نہیں ملتا۔ غرض خدا تعالیٰ نے ان کے دل کو حق الیقین سے پر کر دیا تھا اور وہ پوری معرفت سے اس طرح پر مجھے شناخت کرتے تھے جس طرح درحقیقت ایک شخص کو آسمان سے اترتا مع فرشتوں کے دیکھا جاتا ہے“۔

(تذکرۃ الشہادتین ، روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۹)۔

”مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف ان کو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعویٰ کے دلائل سنے بلکہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا۔ بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی“۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۵)

سید احمد نور صاحب نے جب اپنے گاؤں میں سنا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب حج کے لئے روانہ ہو گئے ہیں تو ان کو یقین ہوا کہ آپ راستہ میں قادیان بھی جائیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کریں گے اس پر سید احمد نور بھی قادیان جانے کے لئے چل پڑے۔ جب بٹالہ پہنچے تو ایک مخالف مولوی انہیں ملا اور پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ سید احمد نور نے جواب دیا کہ قادیان جا رہا ہوں۔ اس پر اس مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے اور سید احمد نور کو قادیان جانے سے منع کیا۔ انہوں نے مولوی صاحب کو جواب دیا کہ تم خدا کی باتوں سے روکتے ہو میں ہزاروں میل سے قادیان جانے کے ارادہ سے آیا ہوں۔ قادیان قریب ہے کیسے نہ جاؤں۔ اس مولوی نے یکہ والے سے کہہ دیا کہ ان کو قادیان نہ لے جائے۔ اس پر سید احمد نور پیدل ہی قادیان روانہ ہو گئے۔

سید احمد نور حضرت صاحبزادہ صاحب کے قادیان پہنچنے کے دس پندرہ دن بعد عصر کے وقت قادیان پہنچے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو ملے۔ آپ نے ان کو مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ حضور ان کی بیعت لے لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ دن ٹھہریں۔ اس پر صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ حضور یہ اس قسم کا آدمی نہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سید احمد نور کی بیعت لے لی۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا بیان ہے کہ:

”جب سید عبداللطیف صاحب قادیان میں تشریف فرما تھے میں بھی قادیان میں گیا ہوا تھا۔ حضرت سید عبداللطیف صاحب اور میں دونوں ایک ہی کمرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میرے پاس ایک چھوٹی سی حمائل ہوا کرتی تھی۔ میں اس کی تلاوت کیا کرتا۔ حضرت مولوی صاحب بھی قرآن مجید یا حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ کرتے۔ حضرت اقدس جب نماز کے وقت تشریف لاتے تو بعض دفعہ سید عبداللطیف کی خاطر فارسی زبان میں بھی کچھ فقرات فرما دیتے۔

جب حضور جہلم تشریف لے گئے تو وہاں بھی حضرت سید عبداللطیف صاحب حضرت اقدس کے ساتھ تھے۔ میں بھی تھا۔ عدالت کی کوٹھیوں کے پاس لوگوں کی درخواست پر حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تو پہلے حضرت سید صاحب کی خاطر فارسی زبان میں تقریر شروع فرمائی تھی لیکن فارسی سمجھنے والے چونکہ بہت کم لوگ تھے اس لئے حضرت مولوی عبداللطیف نے عرض کیا کہ حضور میں اردو سمجھ لیتا ہوں ، حضور اردو میں تقریر فرمائیں، دوسرے لوگوں کی بھی یہی خواہش تھی۔

حضرت مولوی عبداللطیف صاحب کا یہ شیوہ تھا کہ حضرت اقدس کی طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے اور ہمہ تن گوش ہو کر حضور کی باتوں کے سننے میں محو ہو جاتے۔ کبھی کبھی آپ کی آنکھوں سے تاثرات کی وجہ سے آنسو بہنے لگ جاتے“۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۴،۷۵)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں:

”حضور کی کتاب ”مواہب الرحمٰن“ جو جہلم کے مقدمہ کی پیشی سے پہلے ہی چھپ کر شائع ہو چکی تھی۔ سید عبداللطیف صاحب نے بھی اس کو پڑھ لیا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت اقدس کی طرف سے اس میں یہ پیشگوئی جو ذیل کے الفاظ وحی سے شائع کی گئی تھی یعنی ” قُتِلَ خَيْبَةً وَ زِيْدَ هَيْبَةً “ یہ سید عبداللطیف کے ہی متعلق تھی۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۶)

سید احمد نور بیان کرتے ہیں کہ:

”حضرت صاحبزادہ صاحب چندماہ قادیان میں ٹھہرے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر کو بھی جایا کرتے تھے۔ جب واپس آتے اور حضورؑ اپنے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت صاحبزادہ صاحب فوری طور پر اپنے کپڑوں سے گرد و غبار صاف نہیں کرتے تھے جو سیر کے دوران ان پر پڑ جاتا تھا بلکہ کچھ عرصہ انتظار کرتے تھے اور جب ان کو اندازہ ہو جاتا کہ اب حضور نے اپنا لباس صاف کر لیا ہو گا تب اپنے کپڑوں سے گرد جھاڑتے تھے“۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۶،۷)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ میں ۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ بمطابق ۲۴ر دسمبر کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان آیا اور مہمان خانہ میں کنویں کے پاس والے کمرہ میں جو شمالی جانب تھا قیام کیا۔ ان دنوں میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب بھی قادیان میں موجود تھے اور مہمان خانہ میں جنوب کی طرف پہلے کمرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب ہر صبح کو کنویں کے پاس چارپائی پر روبہ قبلہ ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کے لئے مسجد مبارک میں حاضر ہوتے تھے۔ مسجد مبارک ان دنوں بہت چھوٹی ہوتی تھی۔ ایک صف میں زیادہ سے زیادہ پانچ نمازی کھڑے ہو سکتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب امام الصلوٰۃ ہوتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کھڑکی کے پاس جو حضور کے گھر میں کھلتی تھی جانب شمال نماز ادا کرتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب عموماً صف اول کے جنوبی کونے میں ہوتے تھے۔ نماز کے بعد صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور موقعہ بہ موقعہ کچھ کلام بھی کرتے تھے۔ باتیں بہ آواز بلند کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا قد درمیانہ تھا۔ بدن موٹانہ تھا۔ ریش بہت گھنی نہ تھی۔ اس کے بال اکثر سیاہ تھے۔ ٹھوڑی پر کچھ کچھ سفید تھے۔ حالت نہایت گداز تھی۔ اکثر حصہ رات کا بیدار رہتے۔ تلاوت قرآن مجید کا عشق تھا۔ اسے ہر وقت حرز جان بنائے رکھتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کی تربیت میں مصروف رہتے تھے۔ (عاقبۃ المکذبین حصہ اول مصنفہ جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت صوبہ سرحد۔ صفحہ ۴۰ تا ۴۲۔ تاریخ اشاعت ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۶ء)

میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر جہلم کی روایت ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرم دین بھین والے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لائے تو جماعت جہلم نے دریا کے کنارے حضور اور ساتھ کے مہمانوں کے لئے ایک کوٹھی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس سفر میں صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحبؓ بھی حضور کے ساتھ عدالت کے حاطہ میں فارسی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے اور ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ اس موقعہ پر ایک دوست نے درخواست کی کہ حضور اردو زبان میں تقریر فرمائیں تاکہ عام لوگوں کو بھی فائدہ ہو۔ اس پر حضور اردو میں تقریر شروع کر دی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۷۵۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام جہلم ارشاد فرمایا:

”حضرت ابو بکرؓ نے کوئی نشان نہیں مانگا یہی وجہ تھی کہ آپ کا نام صدیق ہوا۔ سچائی سے بھرا ہوا۔ صرف منہ دیکھ کر ہی پہچان لیا کہ یہ جھوٹا نہیں ہے۔ پس صادقوں کی شناخت اور ان کا تسلیم کرنا کچھ مشکل امر تو نہیں ہوتا۔ ان کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں لیکن کور باطن اپنے آپ کو شبہات اور خطرات میں مبتلا کر لیتے ہیں۔ وہ بڑے ہی بدقسمت ہوتے ہیں جو انتظار ہی میں اپنی عمر گزار دیتے ہیں اور پردہ بر انداز ثبوت چاہتے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے انکشاف کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا۔ نفع میں وہی لوگ ہوتے ہیں اور سعادت مند وہی ہیں جو مخفی ہونے کی حالت میں شناخت کرتے ہیں......... عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دکھائے گا وہ وقت ہو گا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہو گا.......... ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے۔ جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے تیز نظر کہلاتا ہے لیکن چودھویں کے چاند کو دیکھ کر شور مچانے والا دیوانہ کہلائے گا“۔

اس موقع پر مولانا مولوی عبداللطیف صاحب کابلی نے عرض کی کہ ”حضور میں نے ہمیشہ آپ کو سورج کی طرح ہی دیکھا ہے کوئی امر مخفی یا مشکوک مجھے نظر نہیں آیا پھر مجھے کوئی ثواب ہو گا یا نہیں؟“۔ فرمایا ”آپ نے اس وقت دیکھا جب کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو نشانہ ابتلاء بنا دیا اور ایک طرح سے جنگ کے لئے تیار کر دیا۔ اب بچ

جاتا یہ خدا کا فضل ہے ۔ ایک شخص جو جنگ میں جاتا ہے اس کی شجاعت میں تو کوئی شبہ نہیں اگر وہ بچ جاتا ہے اور اسے کوئی گزند نہیں پہنچتا تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنے آپ کو خطرات میں ڈال دیا اور ہر دکھ اور ہر مصیبت کو اس راہ میں اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا"۔

(الحکم ۱۰/اگست ۱۹۰۳ء ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ ۱۶،۱۷)

میاں عبدالرزاق صاحب ولد میاں رحیم بخش صاحب سکنہ سیالکوٹ شہر حال دارالفضل قادیان بیان کرتے ہیں:

"جب حضرت صاحب جہلم تشریف لے گئے تو اس موقعہ پر ایک دن پہلے جہلم چلا گیا تھا ۔جب اسٹیشن پر گاڑی پہنچی تو وہاں بہت خلقت دیکھنے آئی ہوئی تھی۔ سٹیشن سے حضور کو ایک انتظام کے ساتھ اس کوٹھی میں پہنچایا گیا جو دریائے جہلم کے کنارہ پر حضور کی رہائش کے لئے تھی۔ مولوی عبداللطیف شہید مرحوم کابل والے بھی حضرت صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے"۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۵ صفحہ ۹۲)

ملک عطاء اللہ صاحب ولد ملک محمد رمضان صاحب گجرات بیان کرتے ہیں کہ:

"مولوی کرم دین صاحب بھین والے مقدمہ کے سلسلہ میں جب حضرت صاحب جہلم تشریف لے گئے تو میں اس گاڑی میں یہاں سے (گجرات سے) سوار ہوا۔ ہر سٹیشن پر بے شمار ہجوم تھا۔ جہلم میں بھی بہت بھیڑ تھی .... جب حضور کچہری تشریف لے گئے تو عدالت کے سامنے میدان میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ایک کرسی بچھائی گئی، ارد گرد احباب کا حلقہ تھا جس میں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل اور عجب خان تحصیلدار آف زیدہ بھی شامل تھے۔

حضرت نے گفتگو کی ابتدا اپنے فارسی شعر۔

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

سے شروع کی اور فرمایا کہ "میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی گواہی دی مگر یہ لوگ نہیں مانتے۔ فرمایا کہ مانیں گے اور ضرور مانیں گے مگر میرے مرنے کے بعد میری قبر کی مٹی بھی کھود کر کھا جائیں گے اور کہیں گے کہ اس میں بھی برکت ہے مگر اس وقت کیا ہوگا۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ صاحبزادہ صاحب .... زار زار رونے لگے"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۰، ۸۱)

فیروز الدین صاحب سیالکوٹی کی روایت ہے کہ: "جب حضور جہلم تشریف لے گئے تو میں ساتھ تھا۔ حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید بھی ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے فرمایا کہ "حضور میرا خون ٹپک رہا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میرا خون کابل میں آبپاشی کا کام دے گا"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

مرزا محمد افضل صاحب ولد مرزا محمد جلال الدین صاحب مرحوم ساکن بلانی ضلع گجرات بیان کرتے ہیں کہ:

"جب ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہلم تشریف لائے تھے تو میں بھی وہاں گیا تھا۔ وہاں بے پناہ ہجوم تھا۔ اس سفر میں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی ساتھ تھے ۔ ایک موقعہ پر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ:

"خدا نے مجھے تین بار سر دینے کو فرمایا ہے پس میں دونگا"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

جناب ماسٹر اللہ دتہ صاحب محلہ دارالرحمت قادیان بیان کرتے ہیں کہ:

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرم دین بھین والے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے تھے تو صاحبزادہ سید عبداللطیف رضی اللہ عنہ حضور کے ساتھ تھے۔ احاطہ کچہری میں حضور ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے، دری بچھی ہوئی تھی اور بہت سے دوست دری پر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحبزادہ صاحب سے فارسی میں گفتگو فرماتے تھے۔ گفتگو کے دوران صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ "حضور اول من میخواہد کہ پیش محمد حسین بروم کہ مرا از کابل نظر آمد و شما را کہ نزدیک ترین ہستید نظر نیامد۔ یعنی حضور میرا دل چاہتا ہے کہ مولوی محمد حسین (بٹالوی) کو ملوں اور ان سے کہوں کہ جو چیز مجھے کابل میں نظر آگئی وہ آپ کو نظر نہیں آئی حالانکہ آپ تو (قادیان سے) نزدیک ترین مقام پر رہتے ہیں۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۷ صفحہ ۲۰۳)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ قادیان میں قیام کے دوران انہوں نے یہ بات دیکھی کہ قادیان کے رہنے والے احباب حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ بہت عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں۔(قلمی مسودہ صفحہ ۲۱)

ان ایام میں صوبہ سرحد کے ایک احمدی دوست خان عجب خان آف زیدہ تحصیلدار بھی قادیان آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واپس جانے کی اجازت مانگی تو حضور نے انہیں اجازت دے دی۔ عجب خان صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے ذکر کیا کہ میں نے حضور سے تو اجازت لے لی ہے لیکن حضرت مولانا نورالدین صاحب سے رخصت نہیں ہوا اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ان سے ضرور رخصت لینا کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے خلیفہ اول ہونگے۔

قادیان میں قیام کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے درخواست کر کے حدیث بخاری کے دو تین صفحے پڑھے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ میں نے اس لئے کیا کہ میں حضرت مولانا کے شاگردوں میں شامل ہو جاؤں کیونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اول ہونگے۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۶ تا ۸)

مولوی عبدالستار خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان سے فرمایا کہ قادیان شریف میں وہی آرام سے رہتا ہے جو درود شریف بہت پڑھتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ مسجد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے مکہ اور مدینہ کی برکتیں نازل کی ہیں۔ جب منارۃ المسیح مکمل ہو جائے گا تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمالات اور فیضان کا نزول ہوگا۔

ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملائکہ نے میرے سبب بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ میں کیا کروں میں نے تو کسی کو قتل نہیں کیا۔ (شہید مرحوم کے چشم دید حالات حصہ دوم صفحہ ۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے .... جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ: "قُتِلَ خَيْبَةً وَ زِيْدَ هَيْبَةً"۔ یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا"۔

(تذکرۃ الشہادتین حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۷۵)

بابو غلام محمد صاحب ثانی لاہور بیان کرتے ہیں کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے ایک بہت قیمتی چغہ حضور کی خدمت میں تحفۃً پیش کیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب موجود تھے۔ انہوں نے درخواست کی کہ حضور یہ چغہ مجھے دے دیں چنانچہ حضور نے یہ چغہ ان کو دے دیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۹ صفحہ ۶۸)

مولانا حکیم عبیداللہ صاحب بسملؓ کی روایت ہے کہ وہ احمدی ہونے سے پہلے رافضی شیعہ تھے۔ انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سر الخلافہ" ملی۔ اس کے پڑھنے سے ان کے عقیدہ میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ رات کے گیارہ بجے تھے وہ کتاب پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ خواب میں انہوں نے حضرت امام حسینؓ کو دیکھا کہ بلند جگہ پر کھڑے ہیں اور کسی سے کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کو جا کر خبر کرو کہ میں آگیا ہوں۔

صبح میں قادیان کے لئے روانہ ہو گیا۔ قادیان میں ان دنوں حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مہمان خانہ میں مقیم تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی تو ان کا چہرہ دیکھتے ہی حضرت حسینؓ کی خواب والی شکل آنکھوں کے سامنے آگئی۔

دوسرے دن مولانا حکیم عبیداللہ صاحب درثمین پڑھنے لگے۔ کتاب کھولتے ہی اس شعر پر نگاہ جا اٹکی ۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

اس شعر پر غور کر رہے تھے تو مہمان خانہ کے دروازہ پر نظر پڑی۔ دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف تشریف لا رہے ہیں ۔ مولانا بسمل صاحب اٹھ کر ملے۔ جب کابل میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت ہوئی تو مولانا بسمل صاحب کی رؤیا کی تعبیر اور حضرت حسینؓ کے بارہ میں شعر کا مطلب واضح ہو گیا۔ (سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۶۳۱۔ ایڈیشن فروری ۱۹۳۹ء)

☆......☆......☆

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے روایت ہے کہ:

"ایک دفعہ ایک ہندوستان کا رہنے والا مولوی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ وہ ایک جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو کر حضور کے دعویٰ کی تحقیق کے لئے آیا ہے اور پھر اس نے اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔ وہ گفتگو کے دوران بڑے تکلف سے خوب بنا بنا کر موٹے موٹے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ تقریر فرمائی تو وہ آپ کی بات کاٹ کر بولا کہ آپ کو مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ ہے مگر الفاظ کا تلفظ اچھی طرح ادا نہیں کرتے۔ اس وقت مولوی عبداللطیف صاحب شہید حضورؑ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کو مولوی کی بات پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے اسی جوش میں اس مولوی کے ساتھ فارسی زبان میں گفتگو شروع کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی عبداللطیف صاحب کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور پھر کسی دوسرے وقت جب مولوی عبداللطیف صاحب مجلس میں موجود نہ تھے حضور نے فرمایا کہ اس وقت مولوی صاحب کو بہت غصہ آگیا تھا اس لئے میں نے اس ڈر سے کہ وہ کہیں غصہ میں اس مولوی کو مار ہی نہ بیٹھیں مولوی صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر ۳۶۴)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈ سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈ سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈ سٹرلنگ
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

متفرق شہداء احمدیت کی شہادتوں کا دلگداز تذکرہ

دنیا میں جتنی ترقیات احمدیت کو نصیب ہو رہی ہیں انہی شہداء کے خون کے قطرے رنگ لا رہے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲/جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲/وفا ۱۳۷۸ ہجری شمسی

بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾- (سورة البقره آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ شہداء کے ذکر کے تسلسل میں پہلے چند خلافت ثالثہ کے شہداء کا ذکر کیا جائے گا جو پہلے ہونے سے رہ گیا تھا بعد میں خلافت رابعہ کے شہداء کا ذکر شروع کر دیا جائے گا۔

ملک محمد انور صاحب ابن ملک محمد شفیع صاحب تاریخ شہادت ۲۲/اگست ۱۹۷۸ء۔ آپ ۱۹۴۵ء میں قادیان میں مکرم محمد شفیع صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ کے دادا محترم ملک محمد بوٹا صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء میں سے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کے والد صاحب تلاشِ معاش کے سلسلہ میں مختلف جگہوں پر کام کرتے رہے۔ شہادت کے وقت آپ اور آپ کے والدین چک نمبر ۴۵ مرڑ نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں مقیم تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ چک نمبر ۴۵ مرڑ کے ایک سکول ٹیچر مکرم رانا محمد لطیف صاحب جب آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں احمدی ہوئے تو گاؤں کے لوگ کھلے عام آپ کی مخالفت کرنے لگے۔

۲۲/اگست ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۷/رمضان المبارک صبح کے وقت آپ کے ایک غیر احمدی چچا ملک محمد رمضان صاحب سانگلہ ہل سے دوائی لے کر آ رہے تھے۔ رستہ میں ان پر ان کے دشمنوں نے حملہ کیا مگر وہ تانگہ پر ہونے کی وجہ سے معمولی زخمی ہوئے۔ مخالف لاٹھیوں اور برچھیوں سے مسلح تھے۔ وہ پیچھا کرتے ہوئے چلے آئے۔ مکرم ملک محمد انور صاحب اور آپ کے والد صاحب نے جب گلی میں شور سنا تو گھر سے باہر نکل آئے کہ معلوم ہو کیا معاملہ ہے۔ ان کے چچا پر حملہ آور ہونے والوں نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے ان کے چچا کو چھوڑ دیا اور ان کو اور اُن کے والد صاحب کو گھیرے میں لے کر ان پر لاٹھیوں اور برچھیوں سے حملہ کر دیا۔ جب آپ شدید زخمی ہو کر گر پڑے تو یہ نعرہ لگاتے ہوئے اور بھنگڑا ڈالتے ہوئے بھاگ گئے کہ "ایک مرزائی کو ہم نے لے لیا مگر دوسرا بچ گیا"۔

ملک محمد انور صاحب کو انتہائی زخمی حالت میں فوری طور پر سانگلہ ہل سے فیصل آباد ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پر مکرم ڈاکٹر ولی محمد صاحب نے آپ کا آپریشن کیا مگر تلی کٹ جانے کے باعث آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اُسی رات اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر چونتیس سال تھی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ملک محمد شفیع صاحب کو بھی اپنے بیٹے کو بچاتے ہوئے شدید زخم آئے مگر وہ شہادت ان کے نصیب میں نہ تھی اور ان کے بیٹے کو عطا ہو گئی۔

پسماندگان: شہید مرحوم کی بیوہ کا نام صدیقہ بیگم تھا۔ بیٹا ملک محمد سرور اور والد ملک محمد شفیع صاحب جو محلّہ دارالعلوم شرقی ربوہ میں رہتے ہیں۔

مولوی نور احمد ولد غلام محمد جُو صاحب۔ موضع کوریل ضلع اسلام آباد (مقبوضہ کشمیر) تاریخ شہادت ۵/اپریل ۱۹۷۹ء۔ مولوی نور احمد پیدائشی احمدی تھے۔ پرائمری کے بعد قادیان گئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد ریاست کشمیر کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہوئے اور کٹھوعہ اور کشتواڑ کے دور دراز علاقوں میں طویل عرصہ بطور استاد کام کرنے کے بعد اپنے قریبی گاؤں منز گام میں اپنی ملازمت پوری کی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زمینوں وغیرہ کو سنبھالا اور ۱۹۷۸ء کے سالانہ جلسہ قادیان میں شمولیت کے لئے آئے مگر کشمیر سے آپ کے بھانجے کی اچانک وفات کی اطلاع ملنے پر کشمیر چلے گئے۔

ابھی آپ کو کشمیر پہنچے چند روز ہی ہوئے تھے کہ ۴/اپریل ۱۹۷۹ء کو پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کو جب پھانسی دی گئی تو کشمیر میں لوگوں نے جماعت اسلامی کے دیہات پر حملے شروع کر دئے۔ 5 اپریل کو حملوں کا رُخ جماعت احمدیہ کی طرف مڑ گیا یا موڑ دیا گیا۔ مولوی نور احمد صاحب کے گاؤں کوریل کی اکثر آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے اور اس سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر آسنور گاؤں ہے جو کوریل سے بہت بڑا ہے اور اس کی بھی ساری آبادی احمدی ہے۔ ۵/اپریل ۱۹۷۹ء کو دن کے دو بجے ہزاروں لوگوں پر مشتمل ہجوم آپ کے گاؤں کوریل میں داخل ہوا اور احمدیوں کے پندرہ گھروں کو آگ لگانے اور لُوٹنے کے بعد مولوی نور احمد صاحب کے گھر کا رُخ کیا۔ مولوی صاحب نے اپنے مکان کی تیسری منزل پر اپنے دو بیٹوں مسعود احمد اور شمیم احمد کے ساتھ مل کر حملہ آوروں پر فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ کے نتیجہ میں ہجوم پیچھے ہٹ جاتا اور پھر حملہ آور ہوتا۔ اس طرح ساڑھے چار بج گئے۔ غالباً آپ کے پاس کارتوس ختم ہو گئے تھے۔ چنانچہ حملہ آور گھر میں داخل ہو گئے۔ آپ کے دونوں بیٹے تو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے مگر مولوی نور احمد صاحب حملہ آوروں کے قابو میں آ گئے۔ دشمن آپ کو گھسیٹ کر صحن میں لے آیا اور پتھروں سے کُوٹ کُوٹ کر آپ کو شہید کر دیا۔ حملہ آور آپ کی لاش کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان حملہ آوروں میں بہت سے نوجوان آپ کے شاگرد بھی تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شہید نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ آمنہ بیگم، دو بیٹے مسعود احمد اور شمیم احمد اور ایک بیٹی چھوڑے ہیں۔ ۴/ اور ۵/اپریل کے اس سانحہ میں وادیٔ کشمیر میں اور بھی مختلف احمدی دیہات میں احمدیوں کے چار سو گھر لوٹے اور جلائے گئے تھے اور کئی مساجد شہید کر دی گئی تھیں۔

بشیر احمد رشید احمد صاحب آف سری لنکا۔ تاریخ شہادت ۲۷/جون ۱۹۷۹ء۔ مکرم بشیر احمد رشید احمد صاحب، مکرم جے رشید احمد صاحب آف نیگومبو سری لنکا کے بیٹے تھے۔ آپ کے دادا محمد جمال الدین صاحب نے احمدیت قبول کی اور نیگومبو میں جماعت کے ابتدائی احمدیوں میں شمار ہوئے۔

۱۹۷۸ء میں جماعت احمدیہ سری لنکا کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں ملاؤں نے جماعت کی مخالفت بڑے زور شور سے شروع کر دی اور مولویوں کی زیر نگرانی احمدی دوستوں کے گھروں پر حملے شروع ہوئے اور بہت سے گھر جلائے گئے۔ احمدیہ مسجد کو بھی آگ لگائی گئی۔ یہ صورتحال تقریباً ایک سال تک جاری رہی۔

جون ۱۹۷۹ء میں بشیر احمد صاحب دو خدام کے ہمراہ نماز عشاء کے بعد مسجد سے گھر آ رہے تھے کہ چار غنڈوں نے چاقوؤں اور خنجروں سے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کے جسم پر چاقوؤں کے اٹھارہ زخم آئے جن کے نتیجہ میں بشیر احمد صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی شہادت کے وقت بائیس سال عمر تھی اور غیر شادی شدہ تھے۔ آپ کی والدہ ابھی زندہ ہیں۔ ان حملہ آوروں کے خلاف مقدمہ کیا گیا لیکن حکومت میں اُن کے اثر و رسوخ کی وجہ سے فیصلہ اُن کے حق میں ہوا اور اُن کو بری کر دیا گیا لیکن خدا کی عدالت سے یہ لوگ بچ نہ سکے۔ ان میں سے ایک

شخص چلتی گاڑی کی زد میں آ گیا اور اس کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے۔ دوسرے کو اپنے ہی ساتھیوں نے چاقوؤں سے حملہ کر کے ہلاک کر دیا اور اسے بھی ریلوے لائن پر پھینک دیا۔ باقی دونوں دماغی توازن کھو بیٹھے اور لمبے عرصہ تک پاگل خانے اور ہسپتال میں زیرِ علاج رہے۔ یہ دونوں اگرچہ ابھی تک زندہ ہیں مگر انتہائی تکلیف دہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نہ مُردوں میں شمار ہیں نہ زندوں میں۔

حضرت منشی علم دین صاحب۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔ تاریخ شہادت ۱۳؍اگست ۱۹۷۹ء۔ حضرت منشی صاحب نے ۱۹۳۴ء میں کافی جستجو اور مطالعہ کے بعد شرح صدر کے بعد احمدیت قبول کی۔ قبولِ احمدیت سے قبل جلسہ سالانہ پر قادیان بھی جاتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات اور کتب کا مطالعہ بھی کرتے رہے۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل آپ کٹر اہل حدیث تھے۔ آپ چونکہ عرائض نویس تھے اس لئے جو لوگ آپ کے پاس درخواستیں لکھوانے کی غرض سے آتے، آپ انہیں تبلیغ کرتے رہتے۔ بعض اوقات انہیں کہتے کہ الفضل کا یہ صفحہ پڑھ کر سناؤ تو تمہاری درخواست لکھنے کا معاوضہ نہیں لوں گا۔ جس دن آپ کی شہادت ہوئی اس سے پہلے تمام رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزاری۔ آپ شہادت کے روز یعنی ۱۳؍اگست ۱۹۷۹ء کو دن کے تقریباً ساڑھے نو بجے گھر سے کچہری کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ دشمن نے آپ کا گلا کاٹ کر آپ کو شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خدائی انتقام:- قاتل کے قید ہونے پر گو اس کے خاندان نے اُسے بغرضِ علاج ضمانت پر تو رہا کرا لیا تھا لیکن تقدیرِ الٰہی غالب آ کر رہی اور قاتل پاگل ہو گیا اور گھر والوں کے لئے اور علاقہ کے لئے وحشت، خوف اور دہشت کی ایک علامت بن گیا۔ گھر والے اسے مقفل رکھتے۔ پھر اس کے خاندان نے مختلف ذرائع سے اس کے قول و فعل کی ذمہ داری سے اعلانیہ بریّت کا اعلان کر دیا اور اسے آزاد چھوڑ دیا۔ قاتل احمدی کاروباری حضرات کی دکانوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر پہروں کھڑا رہتا تھا۔ شاید ضمیر کی ملامت کی وجہ سے یا الٰہی پکڑ کے خوف سے۔ پھر عرصہ سات سال، گیارہ ماہ اور بیس دن کی ذلّت آمیز زندگی گزارنے کے بعد قاتل نے ۳؍مارچ ۱۹۸۷ء کو نشہ آور دوائیں کھا کر خودکشی کر لی۔ ہر شریف النفس شہری قاتل کی موت کو الٰہی قہر گردانتا ہے۔ اور وہ علاقہ کے لئے عبرت کا نشان بن گیا۔ قاتل کے خاندان کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ والد کبر سنی اور جوان اولاد کی ناگہانی اور قہری موت کی وجہ سے حواس باختہ ہو چکا ہے اور سارا خاندان ہی قہرِ الٰہی کا نشانہ بن چکا ہے۔

چودھری مقبول احمد صاحب۔ پنوں عاقل سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۹؍فروری ۱۹۸۲ء۔ مقبول شہید کی بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر مقبول احمد نے ۱۹۶۷ء میں بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے، دھمکیاں دیتے، رات کو گھروں پر پتھراؤ کرتے اور دروازے کھٹکھٹاتے تھے۔ آپ کا لکڑی کا آرا تھا۔ ایک دن ایک نقاب پوش لکڑی خریدنے کے بہانے آیا اور خنجر نکال کر آپ پر پے در پے وار کئے اور وہیں شہید کر دیا۔

شہادت کے بعد ان کے بیوی کے سسرال والوں نے جو غیر احمدی تھے بیوی سے کہا کہ احمدیت چھوڑ دو تو ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے رہے کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ لیکن انہوں نے ان سب باتوں کو حقارت سے ردّ کر دیا اور ان سے کہا کہ جو کچھ کر سکتے ہو کر گزرو، کسی قیمت پر بھی میں احمدیت کو نہیں چھوڑوں گی جس کی خاطر میرے شوہر کو آپ نے شہید کیا ہے۔

پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ شہید کے بڑے بیٹے عتیق الرحمان صاحب آسٹریلیا میں مقیم ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ بڑی بیٹی رضیہ بیگم صاحبہ بھی شادی شدہ ہیں۔ باقی بچے والدہ کے ہمراہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آباد ہیں۔

یہ خلافت ثالثہ کے بقیہ شہداء کا ذکر تھا۔ اب **خلافت رابعہ کے شہداء** کی پہلی قسط پیش کی جا رہی ہے۔

ماسٹر عبدالحکیم ابڑو شہید۔ وارہ ضلع لاڑکانہ (سندھ)۔ تاریخ شہادت ۱۶؍اپریل ۱۹۸۳ء۔ محترم ماسٹر عبدالحکیم ابڑو شہید دورِ خلافتِ رابعہ کے پہلے اور سندھ میں سندھی قوم کے بھی پہلے شہید ہیں۔ ۱۰؍اپریل ۱۹۳۲ء کو پیدا ہوئے۔ نہایت غربت اور تنگدستی میں پرورش پائی اور ایامِ طفولیت میں ہی شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھتے ہوئے سندھ یونیورسٹی سے ایم۔اے، ایم۔ایڈ پاس کر لیا۔ قرآن کریم کے عاشق تھے۔ گھر میں بچوں کو اس وقت تک ناشتہ کی اجازت نہ تھی جب تک تلاوت قرآن کریم نہ کر لیں۔ تبلیغ کے شیدائی تھے اور کوئی موقع پیغامِ حق پہنچانے کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ حتیٰ کہ سرکاری دفاتر میں جماعتی اخبارات اور رسائل جاری کروا دیئے۔ خلافت احمدیہ سے آپ کو عشق تھا۔ خود بھی بار بار مرکز تشریف لاتے اور دوسروں کو بھی نہ صرف تلقین کرتے بلکہ بعض کے سفر کے اخراجات بھی خود برداشت کرتے۔ بوقتِ شہادت جماعت احمدیہ وارہ کے صدر تھے۔

واقعہ شہادت: ۱۶؍اپریل ۱۹۸۳ء کو صبح دو بجے کے قریب دو آدمی آپ کے گھر میں گھس آئے۔ اُن کے پاس کلہاڑیاں تھیں۔ اُن کا ارادہ ابتداءً صرف آپ کو ختم کرنا تھا۔ آپ اس وقت سو رہے تھے۔ انہوں نے آپ پر کلہاڑیوں کے پے در پے وار کئے۔ حملہ آوروں اور شہید کی آوازیں سن کر باقی افرادِ خانہ بھی بیدار ہو گئے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ریاض احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے جو اُن دنوں جامعہ احمدیہ میں پڑھتے تھے اور چھٹیوں پر گھر آئے ہوئے تھے، حملہ آوروں میں سے ایک کو پکڑنے کی کوشش کی مگر اُن کو بھی زخمی کر دیا گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کے سر پر بھی کلہاڑی کے کاری زخم لگائے گئے اور آپ کی ایک بچی بھی زخمی ہوء۔ آپ نے زخمی ہونے کی حالت میں بھی لوگوں سے یہی کہا کہ جس مسلک کو میں نے اپنایا ہے خدا کی قسم وہ جھوٹا نہیں ہے، نہ ہی میں نے کوئی بزدلی دکھائی ہے اور نہ ہی میرے قدم اس رستے میں ڈگمگائے ہیں۔ ہاں میرے مقدر میں اے مخالفو! شہادت ہے اور تمہارے مقدر میں نحوست اور ہلاکت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ پھر آپ نے بآوازِ بلند سندھی میں یہ نعرہ لگایا احمدیت سچی آ ہے، احمدیت سچی آ ہے۔ آپ نے حالتِ نزع میں اپنے واقفِ زندگی بیٹے ریاض احمد ناصر کو نصیحت فرمائی کہ ”میں تو اب بچ نہیں سکوں گا۔ مگر یاد رکھو کہ احمدیت بالکل سچی اور برحق ہے اور تم اپنا وقف ہرگز نہ توڑنا“۔ حملہ کے قریباً ایک گھنٹہ بعد آپ مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ کھنڈو میں ہوئی۔ آپ کے گھر کے پاک نمونہ اور آپ کی بلاامتیاز خدمت خلق کے غیر احمدی بھی معترف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بارہ ہزار لوگ آپ کے جنازے میں شریک تھے جن میں ماحول کے دیہات کے لوگ بھی بکثرت شامل تھے۔ بہت سے غیر احمدی افراد بھی دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ پہلے آپ کو کھنڈو میں امانتاً دفن کیا گیا اور پھر ۲۶؍دسمبر ۱۹۸۳ء کو میت ربوہ لائی گئی جہاں بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق آپ کے جسم پر کلہاڑیوں کے ستائیس زخم تھے جن میں سے بعض دو سے تین انچ تک گہرے تھے۔ جب صبح کو ہائی سکول کے لڑکوں کو اپنے مہربان اور شفیق استاد کے وحشیانہ قتل کی خبر ملی تو انہوں نے جلوس نکالا اور حکومت سے قاتلوں کی گرفتاری اور اُن پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا۔ قاتل ۱۶؍اور ۱۷؍اپریل کو گرفتار کر لئے گئے۔

پسماندگان میں شہید مرحوم نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے۔ بڑے بیٹے مکرم ریاض احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ دوسرے بیٹے امتیاز احمد صاحب ابڑو آسٹریلیا میں ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ باقی دو بیٹے مکرم افتخار احمد صاحب ابڑو اور مکرم عبدالسمیع صاحب ابڑو اور دو بچیاں مکرمہ تہمینہ پروین صاحبہ اور مکرمہ امۃ الاعلیٰ نصرت پری صاحبہ والدہ کے ساتھ ربوہ میں مقیم ہیں۔ جبکہ تیسری بیٹی مکرمہ نعیمہ پروین صاحبہ شادی شدہ ہیں اور اُن کے شوہر سیف اللہ شاہ صاحب ٹرانسپورٹ کا کام کرتے ہیں۔

ڈاکٹر مظفر احمد صاحب شہید۔ ڈیٹرائٹ (امریکہ)۔ یومِ شہادت ۸؍اگست ۱۹۸۳ء۔ امریکہ کی سرزمین پر اپنے خون سے شجرِ احمدیت کی آبیاری کرنے والے پہلے شہید ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ۱۹۴۶ء میں ماہل پور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ اس طرح شہادت کے وقت ان کی عمر صرف ۳۷ سال تھی۔ آپ کے والد محترم کا نام رشید احمد تھا۔ آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے F.Sc کرنے کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ۱۹۷۱ء میں M.B.B.S کیا اور پھر آرمی میڈیکل کور میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۷۵ء میں امریکہ چلے گئے اور بہت سے ہسپتالوں میں کام کرنے کے بعد بالآخر ریاست مشی گن کے شہر ڈیٹرائٹ میں کام شروع کر دیا۔ آپ نہ صرف ایک اچھے ڈاکٹر تھے بلکہ ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ شہادت کے وقت بھی آپ امریکہ کے نیشنل جنرل سیکرٹری اور علاقائی قائد کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ عیسائیت کے موضوع پر آپ خاص دسترس رکھتے تھے چنانچہ آپ اپنے سٹاف کے عیسائی ممبران کے ساتھ عیسائیت کے موضوع پر بحث مباحثے کرتے رہتے۔ ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ امریکہ میں شمولیت کی تیاری کر رہے تھے کہ ۸؍اور ۹؍اگست کی درمیانی رات ایک سیاہ فام آپ کو ملنے گھر آیا۔ آپ اُسے تبلیغ کرتے رہے۔ بعد ازاں جب آپ اس کو الوداع کہہ کر دروازے کی طرف مڑے تو اس نے پیچھے سے فائر کر دیا۔ ایک گولی گردن کے پیچھے لگی، دو اَور گولیاں آپ کے چہرے اور بازوؤں میں سے گزر گئیں اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. بعد ازاں اسی قاتل نے جماعتی مرکز کو بھی بم سے اڑانے کی کوشش کی لیکن خود بھی ساتھ ہی جل مرا اور اس طرح کیفر کردار کو پہنچا۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

۵/ اگست ۱۹۸۳ء کو شہید کی میّت دو بجے شب کراچی پہنچی اور ۱۶/ اگست کو آپ کی میّت پہلے لاہور، چونڈہ اور پھر اسی روز ربوہ لائی گئی۔ ربوہ میں شہید کا جنازہ میں نے پڑھایا اور شام چھ بجے آپ کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اِن کی شہادت پر مَیں نے ۱۲/ اگست ۱۹۸۳ء کو مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ کے دوران کہا "اے ڈیٹرائٹ اور امریکہ کے دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدیو! اور وہ بھی جو امریکہ سے باہر بس رہے ہو یعنی اے مشرق اور مغرب میں آباد اسلام کے جانثارو! اِس عارضی غم سے مضمحل نہیں ہونا کہ یہ اَن گنت خوشیوں کا پیش خیمہ بننے والا ہے"۔ **دنیا میں جتنی ترقیات احمدیت کو نصیب ہو رہی ہیں انہی شہداء کے خون کے قطرے رنگ لا رہے ہیں۔**

"اس شہید کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے اور اُس راستہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹو جس پر چلتے ہوئے وہ مردِ صادق بہت آگے بڑھ گیا۔ تمہارے قدم نہ ڈگمگائیں، تمہارے ارادے متزلزل نہ ہوں"۔ .... "اے مظفر تجھ پر سلام کہ تیرے عقب میں لاکھوں مظفر آگے بڑھ کر تیری جگہ لینے کیلئے بیقرار ہیں۔ اور اے مظفر کے شعلہ حیات کو بجھانے والو! تم نے تو اُسے ابدی زندگی کا جام پلا دیا۔ زندگی اس کے حصّہ میں آئی اور موت تمہارے مقدر میں لکھی گئی"۔

پسماندگان میں بیوہ مکرمہ آسیہ بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے چھوڑے۔ بڑے بیٹے عزیزم غضنفر احمد صاحب آپکی شہادت کے وقت چار سال کے تھے اور اس وقت میری لینڈ یونیورسٹی میں کمپیوٹر انجینئرنگ میں ڈگری کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے جعفر منصور احمد، باپ کی شہادت کے دو ماہ بعد پیدا ہوئے۔ اس وقت پندرہ سال کے ہیں اور ہائی سکول کی تعلیم مکمل کر کے آگے پڑھ رہے ہیں۔

شیخ ناصر احمد شہید۔ اوکاڑہ۔ تاریخ شہادت ۱۸/ ستمبر ۱۹۸۳ء۔ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب ۱۹۴۲ء میں موگہ ضلع فیروزپور انڈیا میں محترم شیخ فضل محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت شیخ دین محمد صاحب کو 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ کے والدین اوکاڑہ میں آباد ہوئے اور کپڑے کا کاروبار شروع کیا۔ آپ بھی اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد اپنا علیحدہ کاروبار شروع کر دیا۔ جو گاہک ایک دفعہ آتا وہ آپ کے حُسنِ سلوک اور دیانتداری سے متاثر ہوتا اور آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا۔ مرحوم سلسلہ کے فدائی تھے اور نظام خلافت سے بہت اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔

۱۶/ ستمبر ۱۹۸۳ء کے خطبہ جمعہ میں جب مَیں نے ڈاکٹر مظفر احمد شہید امریکہ کا ذکر کیا تو آپ کی طبیعت پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا اور آپ نے انتہائی حسرت سے یہ جملہ کہا کہ: "یہ تو قسمت والوں کو ملتی ہے" یعنی شہادت تو قسمت والوں کو ملتی ہے۔ اور "ایسی زندگی کا کوئی نعم البدل نہیں ہے"۔ دو دن بعد ہی ۱۸/ ستمبر ۱۹۸۳ء کو عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد واپس اپنے گھر آئے تو قربانی کا بکرا ذبح کرنے والے قصاب کی آمد میں قدرے تاخیر ہونے پر اسے دیکھنے گھر سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک شقی القلب محمد اسلم نے احمدیت دشمنی میں ان کی پسلی میں چھرا گھونپ دیا۔ خون بہنے لگا لیکن آپ کو اس بات کا احساس نہ ہوا کہ زخم کاری ہے۔ زخم پر ہاتھ رکھ کر خود ہی قریبی ڈاکٹر کے پاس گئے۔ ڈاکٹر نے زخم کی نوعیت دیکھ کر ہسپتال جانے کا مشورہ دیا۔ بھائیوں نے آپ کو سی۔ایم۔ایچ اوکاڑہ چھاؤنی پہنچایا۔ اس عرصہ میں خون کافی بہہ چکا تھا جس کی وجہ سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور عزیزوں سے باتیں کرتے کرتے دم توڑ دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

قاتل کو پولیس کے حوالہ کیا گیا۔ یہ شخص اسی شہر کا رہنے والا تھا۔ اس نے بیان دیا کہ میں نے قتل کیا ہے کیونکہ ناصر نے رسول اکرم ﷺ کی بہت توہین کی (نعوذباللہ من ذلک) جسے میں برداشت نہ کر سکا۔ حالانکہ وار کرنے سے پہلے آپ کی اس سے کبھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ۵/ فروری ۱۹۸۵ء کو محمد الیاس ایڈیشنل سیشن جج اوکاڑہ نے مجرم کو صرف تین سال قید کی سزا دی اور فیصلہ میں لکھا کہ قاتل چونکہ پہلے ہی دو سال سے جیل میں ہے اس لئے یہ دو سال اس کی سزا سے منہا ہوں گے۔

پسماندگان میں شہید مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے۔ جن ایسے لوگوں کا ذکر ہو تا ہے اگر کسی کے علم میں ہو کہ آزادی کے بعد ان پر کیا بنی تو مہربانی فرما کر وہ اب بھی مجھے مطلع کر دیں تاکہ وہ ہماری تاریخ کا حصہ بن جائے۔

مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے۔ بابر احمد شادی شدہ ہیں اور کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عامر محمود صاحب اوکاڑہ میں محمود پولی کلینک کے نام سے پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں اور نصرت جہاں سکیم کے تحت تین سال کا وقف کر کے ستمبر ۱۹۹۳ء سے ستمبر ۱۹۹۶ء تک ایاپا لیگوس (نائیجیریا) میں خدمت سرانجام دے چکے ہیں۔ شادی شدہ ہیں لیکن ابھی اولاد کوئی نہیں۔ اللہ انہیں پاکیزہ اولاد سے نوازے۔ اس وقت نائب قائد ضلع اور ناظم خدمت خلق ضلع ہیں۔ مکرم اظہر محمود ناصر صاحب غیر شادی شدہ ہیں اور سول انجینئرنگ میں Ph.D. کرنے کے لئے آسٹریلیا گئے ہوئے ہیں۔ لقمان احمد طاہر صاحب غیر شادی شدہ ہیں اور لقمان کارپوریشن کے نام سے اوکاڑہ میں ہی کیمیکلز کا کام کرتے ہیں اور خدام الاحمدیہ کی ضلعی عاملہ میں ناظم اشاعت، ناظم مال، ناظم عمومی کے علاوہ جماعت کے نائب سیکرٹری جائیداد ہیں۔ مکرمہ لبنیٰ ناصر صاحبہ ہومیوپیتھک فائنل ائر کی طالبہ ہیں اور ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔ لجنہ اوکاڑہ شہر کی جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کر رہی ہیں۔ شہید مرحوم کی بیوہ ضلع اوکاڑہ کی لجنات کی نائب صدر ہیں۔

چودھری عبدالحمید صاحب شہید۔ محراب پور سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۰/ اپریل ۱۹۸۴ء۔ آپ ۱۹۴۷ء میں چودھری سلطان علی صاحب مرحوم کے ہاں ملتان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں میٹرک اور ۱۹۵۹ء میں F.Sc پاس کیا۔ بعد ازاں جب آپ کے والد تجارت کے سلسلہ میں محراب پور میں جا کر آباد ہوئے تو آپ بھی اپنے والد کے کاروبار سے منسلک ہو گئے۔ آپ کے والد خاندان بھر میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ نے 13 سال کی عمر میں خود بیعت کی۔ بوقتِ شہادت آپ محراب پور ضلع نوابشاہ کی جماعت احمدیہ کے صدر تھے۔

واقعہ شہادت: ۱۰/ اپریل ۱۹۸۴ء کو دس بجے کے قریب آپ ایک غیر احمدی عالم مولوی شاہ محمد صاحب کی عیادت کے بعد اپنی آڑھت کی دکان کی طرف آ رہے تھے۔ راستہ میں ایک جلد ساز کی دکان پر بچوں کی کتابیں جلد کروانے کے لئے دی ہوئی تھیں۔ اس دکاندار سے کتابوں کے بارہ میں پوچھ کر آپ نے سائیکل چلایا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک شخص سچل سومرو نے آواز دی کہ "عبدالحمید میری بات سننا"۔ آواز سن کر آپ نے سائیکل سے پاؤں نیچے رکھا ہی تھا کہ اس نے پیچھے سے آکر آپ کے سینے میں تیز چھری گھونپ دی۔ آپ سائیکل سے اتر کر نیچے بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے چھری پکڑ کر سینے سے باہر نکالی مگر اس کے زخم سے آپ کا پھیپھڑا بری طرح مجروح ہو گیا تھا۔ قریبی ہسپتال سے مرہم پٹی کے بعد نوابشاہ ہسپتال لے جاتے ہوئے آپ راستہ میں ہی اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

قاتل کو لوگوں نے موقع پر ہی پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اس نے کہا کہ یہ قادیانی ہے اور مَیں نے اسی لئے اسے مارا ہے اور جہاد کیا ہے۔ بہر حال اس پر مقدمہ چلا اور قریباً تین سال بعد رجب علی ایڈیشنل سیشن جج نے اسے تین سال قید کی سزا سنائی اور ساتھ ہی فیصلہ میں لکھا کہ ملزم ۱۰/ اپریل ۱۹۸۴ء سے ۱۳/ مئی ۱۹۸۶ء تک جیل میں رہا ہے، قید کا یہ عرصہ اس کی سزا سے منہا ہو گا۔ گویا عملاً اسے کوئی بھی سزا نہ دی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہید مرحوم نے اپنے آخری لمحات میں اپنے بیٹوں اور بڑے بھائی کو وصیت کی کہ قاتل کے خلاف کسی قسم کی کوئی انتقامی کارروائی نہ کی جائے کیونکہ میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور مجھے اس کی بدولت اعلیٰ اور ارفع مقام نصیب ہو رہا ہے۔ شہید مرحوم بہت شگفتہ مزاج اور ہنس مکھ تھے۔ حقوق اللہ کے علاوہ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چودھری صاحب کے قاتل اور اس کے اہل خانہ کی تمام ضروریات ایک عرصہ تک چودھری صاحب مرحوم نے اپنی جیب سے پوری کیں لیکن اس نے علماء سوء کے بہکانے پر اپنے ہی محسن کو شہید کر دیا۔

شہید مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے چھوڑے۔ جن کی تفصیل یہ ہے: منور احمد محراب پور کے صدر جماعت اور قائد علاقہ سکھر ڈویژن ہیں۔ حافظ محمد ناصر صاحب جرمنی میں مقیم ہیں۔ محمد احسن صاحب محراب پور میں رہائش پذیر ہیں۔ مظفر حسن صاحب اور محمد اسلم صاحب دونوں بھائی ہالینڈ میں آباد ہیں۔ بیٹیاں بشریٰ فضیلت صاحبہ اور سلمیٰ ندرت صاحبہ شادی شدہ ہیں۔ اور یہ سارے بچے اپنے گھروں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں اور دینی و دنیاوی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

شہادت **قریشی عبدالرحمٰن صاحب شہید ۔ سکھر۔** تاریخ شہادت یکم/ مئی ۱۹۸۴ء۔ مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب ۱۹۱۱ء میں سیالکوٹ کے ایک گاؤں دولت پور میں حضرت قریشی غلام محی الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیمی زندگی کا آغاز پسرور سے کیا اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ ۱۹۳۲ء میں ریلوے ہائی سکول سکھر میں ایک معلم کی حیثیت سے متعین ہوئے اور یہیں سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ پنجاب آنا چاہتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد پر سکھر میں ہی قیام کیا۔ اڑتالیس سال تک مختلف دینی خدمات پر مامور رہے۔ شہادت کے وقت آپ سکھر اور شکارپور کے اضلاع کی جماعتوں کے امیر تھے۔ آپ نہایت مخلص، ہمدرد، عبادت گزار اور فنا فی اللہ احمدی تھے۔ آپ کا اکثر وقت احمدیہ دارالذکر میں ہی گزرتا تھا۔

واقعہ شہادت: یکم/ مئی ۱۹۸۴ء کو آپ مسجد میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اپنے گھر

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

واپس آرہے تھے کہ رستہ میں چھپے ہوئے چھ حملہ آوروں نے آپ پر برچھیوں اور خنجروں سے حملہ کردیا۔ایک حملہ آور نے بائیں طرف سے آپ پر تین وار کئے جن میں سے ایک آپ کے پیٹ پر لگا اور انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ زخمی حالت میں آپ گھر کی طرف چلے تو دوسرے حملہ آور نے بلّم نما ہتھیار سے پیٹھ پر آٹھ اور بائیں کنپٹی پر ایک وار کیا۔ شور سن کر گھر کی مستورات باہر نکلیں تو ابھی آپ زندہ تھے۔ آپ نے سختی سے ان کو واپس جانے کی ہدایت کی۔ قاتلوں کے بھاگ جانے کے بعد آپ کے اہل خانہ آپ کو گھر لے آئے۔ آپ کی بہو نے پانی پلایا لیکن پانی ابھی حلق سے نیچے نہیں اترا تھا کہ آپ زخموں کی تاب نہ لا کر اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔ قریشی صاحب شہید کے قتل کا مقدمہ تو درج ہوا مگر پولیس نے کسی قاتل کو گرفتار نہیں کیا۔

شہید مرحوم کے پسماندگان میں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کے دو بڑے بیٹے قریشی ناصر احمد صاحب M.A. پروفیسر گورنمنٹ کالج سکھر اور قریشی مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ وفات پا چکے ہیں۔ جبکہ باقی بیٹوں میں سے قریشی منور احمد صاحب M.Sc ایگریکلچر آفیسر حیدر آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ قریشی رفیع احمد صاحب سابق اسیر راہ مولا سکھر میں ملازم ہیں اور ان کے اہل خانہ ربوہ میں مقیم ہیں۔ قریشی نعیم احمد صاحب سکھر میں رہتے ہیں اور کھاد فیکٹری میں ملازم ہیں۔ قریشی حنیف احمد صاحب اپنے خاندان کے ساتھ لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کی دونوں بیٹیاں نصرت بیگم صاحبہ اور فضیلت بیگم صاحبہ شادی شدہ ہیں اور کراچی میں آباد ہیں۔ سارا خاندان اللہ کے فضلوں کا گواہ بنا ہوا ہے۔

ڈاکٹر عبدالقادر صاحب چینی شہید۔ فیصل آباد۔ تاریخ شہادت ۱۶/جون ۱۹۸۴ء۔ ڈاکٹر عبدالقادر صاحب کے والد قاری غلام مجتبیٰ صاحب نے ابتدائی تعلیم ہائی سکول ربوہ میں پائی۔ پھر آپ MBBS کر کے نہایت کامیاب فزیشن اور سرجن بنے۔ فیصل آباد میں مقیم تھے اور نہایت مخلص احمدی تھے۔اپنی ذاتی شرافت اور نیک دلی کی وجہ سے خاص وعام میں مقبول تھے۔ ہردلعزیز اور فرض شناس تھے اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار رہتے تھے۔

۱۶/جون ۱۹۸۴ء کو دن کے تقریباً پونے بارہ بجے پیپلز کالونی فیصل آباد میں آپ اپنی کوٹھی میں موجود تھے اور روزے سے تھے کہ ایک شخص نعیم اللہ ہاشمی بیماری کے بہانے آپ کی کوٹھی پر آیا۔ آپ نے اُسے اندر بلا لیا۔ اُس نے پیٹ درد کی شکایت کی چنانچہ ڈاکٹر صاحب اُسے دیکھنے کے لئے نیچے جھکے تو اُس نے چھرے سے آپ کے بازو پر ایک اور پیٹ میں دو وار کئے اور بھاگ نکلا۔ آپ کا ملازم شور سن کر قاتل کے پیچھے بھاگا اور تھوڑی دور جا کر لوگوں کی مدد سے اسے پکڑ لیا اور پولیس کے حوالہ کردیا۔ڈاکٹر صاحب کو زخمی حالت میں ہسپتال لایا گیا مگر زخم اتنے کاری تھے کہ آپ جانبر نہ ہوسکے اور ایک بجے کے قریب ہسپتال میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بوقتِ شہادت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔

مجرم نے پولیس کو کئی جھوٹے بیانات دیئے۔ کبھی کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے بیماری کا جعلی سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کردیا تھا۔ کبھی کہا کہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے دوائی کیلئے پیسے مانگے تھے جو انہوں نے نہیں دیئے۔ وغیرہ۔ گو ایڈیشنل سیشن جج فیصل آباد محمد اسلم ضیاء نے اسے عمر قید کی سزا دی مگر ہائیکورٹ نے ملزم کو بری کردیا۔ شہید مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ محترمہ طاہرہ قادر صاحبہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ڈاکٹر رضوان قادر چھوڑے جو کہ آجکل ڈیٹرائیٹ امریکہ میں مقیم ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سب سے بڑی بیٹی ڈاکٹر نائلہ احمد ڈاکٹر سلیم احمد صاحب کی اہلیہ ہیں۔ دوسری بیٹی ڈاکٹر شہلا ظفر اللہ خانصاحب آف نیروبی کی اہلیہ ہیں اور تیسری بیٹی ڈاکٹر فائزہ رحمان ہیں جو مکرم ڈاکٹر لطف الرحمان صاحب امریکہ کی اہلیہ ہیں۔ سوائے شہلا کے شہید مرحوم کا سارا خاندان اب امریکہ میں آباد ہے۔

ضمناً یہاں یہ بھی ذکر کردوں کہ مکرمہ آپا سارہ صاحبہ اہلیہ کرنل صادق ملک صاحب آف راولپنڈی کی وفات پر میں نے ذکر کیا تھا کہ آپ چینی صاحب کی بیٹی تھیں۔ اول تو آپ قاری غلام مجتبیٰ صاحب جو چینی کہلاتے تھے ان کی بیٹی نہیں بلکہ نواسی تھیں۔ یہ درستی ریکارڈ میں ہوجانی چاہئے۔ دوم یہ کہ قاری صاحب چینی نہیں تھے۔ غالباً اس لئے چینی مشہور ہوگئے کہ ان کی دوسری شادی ہانگ کانگ میں ایک چینی خاتون سے ہوئی تھی اور عبدالقادر صاحب چینی شہید فیصل آباد اسی چینی بیوی کے بطن سے تھے جبکہ سارہ بیگم کی والدہ غیر چینی ماں کے بطن سے تھیں۔

ڈاکٹر انعام الرحمٰن صاحب انور شہید۔ سکھر۔ تاریخ شہادت ۱۵/مارچ ۱۹۸۵ء۔ آپ مولوی عبدالرحمان صاحب انور کے ہاں ۱۹۳۷ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان ہی میں حاصل کی۔ میٹرک ربوہ سے کیا۔ لاہور سے ہیلتھ ٹیکنیشن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے سندھ جا کر میڈیکل پریکٹس شروع کی۔ نہایت مخلص، غریبوں کے ہمدرد اور جماعتی کاموں سے گہرا لگاؤ رکھنے والے انسان تھے۔ آپ سکھر، شکارپور اور جیکب آباد کے اضلاع کی مجالس انصاراللہ کے ناظم تھے۔ بوقتِ شہادت سکھر کے نزدیک گوٹھ عبدو کی سرکاری ڈسپنسری کے انچارج کے طور پر ملازمت کر رہے تھے۔

آپ کی بیگم مکرمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن لوگوں نے آپ کو حالات خراب ہونے اور اس کے نتیجہ میں درپیش خطرات سے آگاہ کیا تو آپ نے یہ کہہ کر علاقہ چھوڑنے سے انکار کردیا کہ پھر تو یہ علاقہ احمدیت سے خالی ہو جائے گا۔ آپ کے تمام بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب نے بھی سندھ چھوڑنے کا مشورہ دیا مگر اس وقت بھی حامی نہ بھری بلکہ کہنے لگے کہ شاید سندھ کی سرزمین میرا خون مانگتی ہے۔ اور پھر سینہ پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔

۱۵/مارچ ۱۹۸۵ء کو مسجد احمدیہ سکھر میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد آپ اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ گوشت خریدنے کے لئے بازار گئے اور ایک دوکان سے گوشت لے کر ابھی جیب سے پیسے نکالنے لگے تھے کہ اچانک پیچھے سے دشمنوں نے بندوق اور چاقوؤں سے آپ پر حملہ کردیا جس سے آپ کا جسم خون میں لت پت ہوگیا۔ آپ نے اپنے خون میں انگلیاں ڈبو کر "لا الہ الا اللہ" لکھا اور وہیں تڑپتے تڑپتے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر انچاس سال کے قریب تھی۔ شہید مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے۔ آپ کے بیٹے محمود الرحمان صاحب انور شادی شدہ ہیں اور سوئٹزر لینڈ میں مقیم ہیں جبکہ بیٹی امۃ النصیر انور صاحبہ اہلیہ فضل الرحمان صاحب انور ہمبرگ جرمنی میں مقیم ہیں۔

چودھری عبدالرزاق صاحب شہید۔ بھریاروڈ (سندھ)۔ تاریخ شہادت ۷/اپریل ۱۹۸۵ء۔ آپ مکرم عبدالستار صاحب کے ہاں 1929ء میں گوکھووال ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرکے پہلے ایک دوست کے پاس بطور اکاؤنٹنٹ کام شروع کیا جو آپ کی دیانت، معاملہ فہمی اور قابلیت سے اتنا متاثر ہوئے کہ آپ کو اپنے کاروبار میں حصہ دار بنالیا۔ بعد ازاں آپ نے سندھ جا کر بھریاروڈ میں کپڑے کا کاروبار شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ آپ ایک کاٹن فیکٹری، کھاد کی ایجنسیوں اور تقریباً دو سو ایکڑ اراضی کے مالک بن گئے۔ غلہ منڈی بھریاروڈ کے منتخب صدر بھی رہے۔ مکرم چودھری صاحب ایک صابر و زاہد انسان تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ غرباء اور مساکین کا بہت خیال رکھتے۔ خلیفہ وقت کے ہر حکم پر لبیک کہتے۔ آپ شروع سے ہی بھریاروڈ ضلع نوابشاہ کی جماعت کے مقامی صدر تھے۔ شہادت سے ایک سال قبل امیر ضلع بھی مقرر ہوئے۔

۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے بعد آپ کو گمنام خطوط کے ذریعہ متواتر دھمکیاں ملتی رہتی تھیں کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کردیئے جاؤ گے مگر آپ کبھی بھی ان دھمکیوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔ ۷/اپریل ۱۹۸۵ء کو حسب معمول اپنی آڑھت کی دکان پر بیٹھے تھے کہ دن کے گیارہ بجے ایک بدبخت نے آپ پر گولی چلادی جس سے آپ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ واردات کے بعد قاتل کو لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالہ کردیا۔ میر محمد نامی قاتل کا تعلق شر قوم سے تھا۔ قاتل نے ابتدائی بیان میں کہا کہ چودھری عبدالرزاق قادیانی اور کافر تھا اس لئے اُن کو قتل کرکے میں نے اپنے لئے جنت میں جگہ بنائی ہے۔

پسماندگان میں شہید مرحوم نے ضعیف والدہ اور بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے۔ بڑے بیٹے مکرم چودھری محمود احمد صاحب قائد ضلع نوابشاہ اور قائد نوشہرو فیروز رہے ہیں۔ آجکل ناظم مجلس انصاراللہ بھریاروڈ ہیں۔ آڑھت کا کاروبار کرتے ہیں اور اپنی خاندانی زمینوں کی نگرانی بھی آپ کے ذمہ ہے۔ شادی شدہ ہیں۔ دوسرے بیٹے چودھری ناصر احمد صاحب نے اپنے والد صاحب کی شہادت سے پہلے ہی کاروبار سنبھال لیا تھا مگر زندگی نے وفا نہ کی اور جنوری ۱۹۹۴ء میں وفات پاگئے۔ تیسرے بیٹے چودھری اعجاز احمد صاحب شادی شدہ ہیں اور بھریاروڈ میں ہی ایک میڈیکل سٹور چلا رہے ہیں۔ جماعتی خدمات کے لحاظ سے آجکل ناظم انصاراللہ علاقہ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ چوتھے بیٹے ڈاکٹر طاہر احمد صاحب لیاقت میڈیکل کالج سے MBBS کرنے کے بعد آجکل نوابشاہ ہسپتال میں کام کر رہے ہیں اور ناظم اصلاح و ارشاد علاقہ ہیں۔ پانچویں بیٹے طارق احمد صاحب نے B.Sc تک تعلیم حاصل کی اور اب چھوٹی سطح پر کنسٹرکشن (Construction) کا کام کر رہے

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ساجدہ صاحبہ کی شادی مکرم عبدالواسع صاحب سے ہوئی جو آجکل جرمنی میں مقیم ہیں۔ اور دوسری صاحبزادی کی شادی مکرم محمد منور صاحب ابن چودھری عبدالحمید صاحب شہید آف محراب پور سے ہوئی۔ یہ محراب پور ہی میں رہائش پذیر ہیں۔

شہادت **ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب شہید۔ حیدرآباد**۔ تاریخ شہادت ۹؍جون ۱۹۸۵ء۔ آپ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کے پوتے اور پروفیسر سید عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے والد کو ۱۹۰۲ء میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کرنے کی اور پھر ۱۹۰۳ء میں قادیان آکر دستی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب ۲۱؍اکتوبر ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ کلکتہ سے میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۴۶ء میں پٹنہ میڈیکل کالج سے ڈاکٹری پاس کی اور پاکستان آرمی میں بحیثیت میجر ملازمت اختیار کرلی۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے آنکھوں کے معالج کی حیثیت سے کام شروع کیا اور بطور معالج اتنی شہرت پائی کہ دور دور سے آنے والے بگڑے ہوئے مریض آپ کے ہاتھ سے شفا پا جاتے۔ بیس سال لیاقت میڈیکل کالج میں بطور پروفیسر تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ کچھ عرصہ فضل عمر ہسپتال میں بھی کام کیا۔ غرباء کا مفت علاج کرتے تھے۔ قرآن کریم سے عشق تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا بہت شغف تھا۔ باوجود مخالفت کے بے دھڑک تبلیغ کرتے۔ شہادت کے وقت آپ اپنے حلقہ کے صدر جماعت تھے۔

واقعہ شہادت: ۹؍جون ۱۹۸۵ء کو آپ دن کے وقت کار پر اپنے گھر پہنچے تو گھر کے قریب ہی چھپے ہوئے دو سندھیوں نے آپ پر حملہ کردیا اور آپ کی گردن پر چاقو کے پے در پے وار کیئے۔ آپ نے کار کا ہارن بجایا تو قاتل بھاگ گئے۔ پھر آپ ہمّت کر کے خود کار چلا کر قریبی ہسپتال پہنچے لیکن اُس وقت تک بہت خون بہہ چکا تھا جس کی وجہ سے جانبر نہ ہوسکے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پولیس نے مقدمہ تو درج کیا لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ شہید مرحوم بکثرت غرباء کے علاج پر اپنے پاس سے خرچ کیا کرتے تھے اور ان کے بچوں کے لئے بھی اخراجات دیا کرتے تھے۔ نہایت بے نفس، بے لوث انسان تھے۔ خدمت اپنوں اور غیروں سبھی کی کی مگر کبھی کسی سے کوئی جزا نہ چاہی۔ ساری زندگی یکطرفہ احسان کا سلسلہ جاری رکھا۔

ان کی شہادت کے موقعہ پر مَیں نے خطبہ میں جماعت کو سمجھایا کہ "یہ جو شہادتیں ہو رہی ہیں۔ ان شہادتوں کے نتیجہ میں وہ پاکیزہ لوگ اور وہ پیارے وجود پاکستان سے رخصت ہو رہے ہیں جو دراصل پاکستان کی بقا کے ذمہ دار ہیں۔ یہ ایسے وجود ہیں کہ جن پر خدا کی رحمت کی نظر پڑتی ہے تو باقی لوگ بھی بخشے جاتے ہیں"۔

پسماندگان میں آپ نے بیوہ محترمہ ناصرہ بنت ظریف جو بے حد مخلص اور فدائی احمدی ہیں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے جو اخلاص میں والدین ہی کے رنگ میں رنگین ہیں۔ بیٹی نصرت بنت عقیل اہلیہ میجر طارق بن ابراہیم کراچی میں مقیم ہیں۔ دونوں بیٹے مسلم بن عقیل اور عون بن عقیل ناروے میں آباد ہیں۔ دونوں ڈاکٹر ہیں اور دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔

شہادت محمود احمد صاحب اٹھوال شہید پنوں عاقل۔ سندھ۔ یہ اب وقت ہو چکا ہے میں اسی لئے نظر بار بار اٹھا کے دیکھتا رہا ہوں۔ یہ باقی ذکر بعد میں چلیں گے۔

تنزانیہ کے عالمی تجارتی میلہ (سبع سبع) میں

جماعت احمدیہ کا سٹال

تاریخ سبع سبع

ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین ایک سیاسی پارٹی ہے جو کہ ۷؍جولائی ۱۹۵۴ء کو شروع ہوئی۔ اس پارٹی کا لیڈر "Mwalim Julias Kambarage Nyerere" تھا۔ جس نے ٹانگانیکا کی آزادی کے لئے جدوجہد شروع کی۔ آخر وہ اس مقصد میں کامیاب ہوا۔ ۹؍دسمبر ۱۹۶۱ء کو ٹانگانیکا اور زنزیبار (Zanzibar) نے آزادی حاصل کی اور دونوں مل کر تنزانیہ بنے۔ اس کا نام ایک احمدی دوست مکرم اقبال ڈار صاحب نے رکھا جس نے ٹانگانیکا اور زنزیبار کے پہلے تین تین حروف لئے اور آخر پر ی اور ہ کا اضافہ کیا۔ اس طرح ایک احمدی دوست کی تجویز پر اس کا نام تنزانیہ تجویز ہوا۔ چنانچہ تنزانیہ کی آزادی کے بعد ٹانگانیکا نیشنل یونین نے ہر سال ۷؍جولائی کو اس دن کو منانے کا اہتمام کیا۔ ملک کے ہر ریجن میں ایک بڑی جگہ سبع سبع کے لئے مقرر کی گئی۔ دارالسلام میں ہر سال بڑے جوش و خروش سے سبع سبع کا تجارتی میلہ منایا جاتا ہے۔

امسال ۱۹۹۹ء میں سبع سبع کا باقاعدہ افتتاح تنزانیہ کے صدر ہز ایکسی لینسی William Benjamin Makapa اور موزنبیق کے صدر ہز ایکسی لینسی Joachim Chisano نے ۲؍جولائی کو کیا۔

تجارتی میلہ میں جماعت احمدیہ کا کردار

اس تجارتی میلہ میں جماعت احمدیہ تنزانیہ ہر سال شرکت کرتی ہے۔ اس مقصد کے لئے جماعت احمدیہ تنزانیہ نے ایک بہت بڑا ہال بنا رکھا ہے جس میں جماعتی کتب، رسائل، مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی نمائش کی جاتی ہے۔ شروع شروع میں جماعت کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مخالفت میں مسلم اور غیر مسلم دونوں گروپ پیش پیش تھے لیکن اب محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ بھرپور ترقی کے ساتھ سبع سبع میں شرکت کر رہی ہے۔

سبع سبع یکم جولائی سے شروع ہو کر ۱۰؍جولائی تک رہتی ہے۔ جماعت احمدیہ تنزانیہ نے اپنے ہال کو سجانے اور گراؤنڈ کو تیار کرنے کے لئے ۱۵؍جون سے کام شروع کر دیا تھا۔ خدام نے وقار عمل کے ذریعہ سارے متعلقہ حصہ کی صفائی کی اور ہال کو رنگ و روغن کیا۔ اس طرح معمولی خرچ کے ساتھ جماعت احمدیہ نے اپنے ہال کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ سجالیا۔

احمدیہ مسلم مسجد

تجارتی میلہ سبع سبع میں احمدیہ بک سٹال کی نمایاں حیثیت میں اضافہ کرنے والی احمدیہ مسلم مسجد ہوتی ہے۔ جو ہر سال آئرن شیٹ کے ساتھ تیار کی جاتی ہے۔ اس مسجد میں مرد و زن کے لئے الگ الگ جگہ مقرر کی جاتی ہے اور وضو کا بھی مناسب بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس سارے تجارتی میلہ میں صرف ایک یہی مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

سبع سبع کے احمدیہ بکسٹال کے ساتھ ڈش انٹینا لگایا جاتا اور M T A دکھایا جاتا ہے۔ MTA خاص طور پر تنزانیہ کے عوام الناس اور غیر ملکیوں کے لئے دلچسپی کا موجب ہوتا ہے جہاں اس MTA کو دیکھ کر دشمن اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتا ہے وہاں ہزاروں مسلمان اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ واحد احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن ہے جو عالمگیر سطح پر تمام مسلمانوں کی نمائندگی کر رہا ہے۔ اس ٹی وی پر نشر ہونے والے اسلامی پروگرام صحیح طور پر اسلام کی عکاسی کر رہے ہیں۔

نمائش

اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح جماعت احمدیہ نے بہت بڑی تعداد میں اسلامی کتب کی نمائش کی۔ ان کتب میں نمایاں طور پر قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کے تراجم، سواحیلی کتب، اسلامی مضامین پر مشتمل مختلف زبانوں میں لٹریچر۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اور ترقی کے بارہ میں شائع شدہ کتب اور تصاویر قابل ذکر ہیں۔ اس نمائش میں جہاں ایک طرف M.T.A کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا جا رہا تھا وہاں دوسری طرف وی سی آر کے ذریعہ جماعتی کارکردگی کے پروگرام کی کیسٹس بھی دکھائی جا رہی تھیں۔ اس نمائش کا انفرادی اور اجتماعی تعارف آنے والے مہمانان کرام کو کروایا جاتا رہا۔

امسال اس نمائش سے ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے استفادہ کیا۔

اس نمائش کے ذریعے امسال جماعت احمدیہ تنزانیہ نے دو لاکھ شلنگ کی کتب فروخت کیں اور اس میلہ کے موقع پر دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۶ افراد کو پیغام حق قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور بے شمار افراد نے ایڈریس نوٹ کئے اور ہم نے بھی ان کے ایڈریس لکھے تاکہ آئندہ مسلسل رابطہ سے یہ لوگ بھی جلد حق کو قبول کرلیں۔ (آمین)

مقامی ٹی وی سی ای این پر خبریں

مقامی ٹی وی "CEN" نے دو دن جماعت کے نمائشی بک سٹال کے بارہ میں خبریں نشر کیں اور ڈیوٹی پر موجود مکرم عبدالرحمٰن صاحب معلم سلسلہ کا انٹرویو لیا اور خبروں کے دوران اس کو بھی نشر کیا۔

(رپورٹ مرسلہ: مظفر احمد درانی
امیر جماعت احمدیہ کینیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

"میری نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ میری بیوی کی عمر چھوٹی تھی۔ میرے ایک دوست تھے انہوں نے کہا کہ ہماری بیوی تمہاری بیوی سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا کہ شوق سے وہ آئیں۔ چنانچہ وہ آئی۔ میری بیوی کو دیکھتے ہی ایک بڑا ٹھنڈا سانس بھرا اور کہا کہ ہائے تیری تو قسمت پھوٹ گئی۔ تو تو ابھی بچی ہے اور تیرے ماں باپ اور بھائیوں نے مولوی صاحب کے ساتھ تیری شادی کر دی جو تیرے باپ کے ہم عمر ہیں۔ میں نے تو اپنی بیٹی کی شادی ایک نہایت خوبصورت اور جوان شخص کے ساتھ کی ہے۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ یہ کون عورت ہے؟۔ میں نے کہا کہ ہمارے ایک دوست کی بیوی ہے۔ میری بیوی نے کہا کہ یہ مجھ سے ایسا ایسا کہتی ہے اور اس کی سب باتیں اس کے سامنے ہی نقل کر دیں۔ وہ سنتے ہی فوراً وہاں سے چل دی۔ مجھ کو کچھ کہنے کی بھی نوبت نہ پہنچی۔ اس کی لڑکی کی جس شخص کے ساتھ شادی ہوئی تھی یعنی اس کا داماد تپ دق سے جلد مر گیا۔ پھر دوسرے کے ساتھ شادی کی۔ چند روز کے بعد قریباً ایک ہزار روپیہ دے کر اس سے طلاق حاصل کی۔ اب بھی وہ لڑکی موجود ہے۔ قرآن کریم میں اسی واسطے علی العموم عورتوں کو گھروں میں آنے سے روکا گیا ہے۔ دیکھو سورۂ نور۔ (مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۰۵)

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم
گرکفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد بعض مقدمات کی تفصیل

(تیسری قسط)

شعائر اسلامی استعمال کرنے پر توھین رسالت کا مقدمہ

مکرم چوہدری عتیق احمد باجوہ صاحب ایڈووکیٹ جماعت احمدیہ وہاڑی کے خلاف مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۹۲ء کو زیر دفعہ 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ تھانہ دانیوال ضلع وہاڑی درج کیا گیا۔ ان کا جرم یہ بتایا گیا کہ انہوں نے ۶ر جولائی ۱۹۹۲ء کو پریس کانفرنس کا انعقاد کرتے وقت اور ۲۹ر جولائی ۱۹۹۲ء کو ڈسٹرکٹ بار وہاڑی میں خطاب کرتے وقت شعائر اسلام استعمال کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔

یہ مقدمہ وہاڑی کے ایک شخص جاوید اقبال ولد نذیر احمد کی تحریری درخواست پر قائم کیا گیا۔ اس نے اپنی تحریری درخواست میں لکھا ہے کہ "عتیق احمد باجوہ قادیانی ہے، مرزا غلام احمد کا پیروکار ہے۔ اس طرح آئین اور قانون کی رو سے غیر مسلم ہے۔ یہ خود کو نظام عدل تحریک کا کنوینر قرار دیتا ہے۔ اس نے مورخہ ۶ر جولائی ۱۹۹۲ء کو پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بسم الله الرحمن الرحیم پڑھا نیز مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۹۲ء کو ڈسٹرکٹ بار وہاڑی سے خطاب سے پہلے **السلام علیکم، اشہدان لا اله الا الله وحدہ لا شریک له و اشهدان محمداً عبده و رسوله، اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ، بسم الله الرحمن الرحیم اور پھر سورة فاتحه کی تلاوت کی اس طرح میرے اور دیگر وکلاء کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا**۔ درخواست ہے کہ ان کے خلاف مذکورہ بالا دفعات کے تحت قانونی کاروائی کی جائے"۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

مکرم عتیق احمد باجوہ صاحب نے اس مقدمہ میں قبل از گرفتاری ضمانت کرائی مگر ۱۶ر جنوری ۱۹۹۳ء کو عدالت نے کنفرمیشن کے وقت ان کی ضمانت اچانک کینسل کر دی اور انہیں گرفتار کر کے ملتان جیل بھجوا دیا گیا۔

یہ امر بھی یاد رہے کہ مکرم عتیق احمد صاحب باجوہ کو ۱۹ر جون ۱۹۹۷ء کو دشمنوں نے فائر کر کے اس وقت شہید کر دیا جب وہ اپنی زمینوں پر جا رہے تھے۔

☆......☆......☆

مناظرہ کا چیلنج دینے پر توھین رسالت کا مقدمہ

مکرم رانا ارسال احمد صاحب مربی سلسلہ متعین جنوبی سرگودھا کے خلاف ایک اشد ترین مخالف احمدیت محمد اکرم طوفانی آف سرگودھا کی درخواست پر تھانہ کڑانہ ضلع سرگودھا میں مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۹۲ء زیر دفعہ 295/C (توہین رسالت) تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ مولوی طوفانی نے اپنی ایک تحریری درخواست میں کہا کہ "چک ۳۸ جنوبی کے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کیا جا رہا ہے جس کی صورت حال یہ ہے کہ قادیانیوں کا ایک مربی ارسال احمد چک ۳۳ اور چک ۳۸ جنوبی تھانہ کڑانہ میں مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیتا رہا ہے۔ آخرکار چک کے مسلمان میرے پاس آئے۔ میں نے مناظرہ سے بچنے کی کوشش کی لیکن اس قادیانی نے مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ تمہارے مولوی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آخرکار چک کے مسلمان میرے پاس دوبارہ آئے تو میں نے انہیں لٹریچر دیا۔ جب ان مسلمانوں نے مرزا صاحب کی کتاب کا حوالہ دے کر بتایا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ وہ محمدؐ ہیں، رسول ہیں، ابراہیم ہیں تو کئی مسلمانوں کی موجودگی میں رانا ارسال احمد نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا جس سے چک ۳۸ میں زبردست اشتعال پایا جاتا ہے۔ استدعا ہے کہ قادیانی مربی کے خلاف زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان قانونی کاروائی کر کے مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔" چنانچہ ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ سیشن جج سے ان کی ضمانت کرائی گئی مگر بعد میں سیشن جج نے ضمانت قبل از گرفتاری منسوخ کر کے ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد انکی ضمانت کی درخواست ہائی کورٹ لاہور میں دائر کی گئی جو منظور ہو گئی اسطرح آٹھ ہفتے جیل میں رہنے کے بعد وہ ضمانت پر باہر آئے۔ مقدمہ ابھی تک جاری ہے۔

☆......☆......☆

احمدی استانی پر توھین رسالت کا الزام

محترمہ استانی امتہ اللہ سلیم صاحبہ کے خلاف مورخہ ۴ر فروری ۱۹۹۳ء کو ایک مقدمہ زیر دفعات 295/A اور 295/C تھانہ دنیاپور ضلع لودھراں میں تبلیغ کرنے کے الزام میں درج کیا گیا۔

یہ مقدمہ دنیاپور کے رہائشی محمد علیم ولد عبدالرشید کی تحریری درخواست پر درج ہوا جس میں اس نے لکھا کہ "سائل کی دختر گورنمنٹ ہائی سکول دنیاپور میں جماعت ہشتم کی طالبہ ہے۔ مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۹۳ء کو سکول کی چھٹی کے بعد میری بیٹی اور ایک اور طالبہ کلثوم اختر جماعت دہم نے مجھے بتایا کہ آج اسمبلی میں ٹیچر قیصرہ شہزادی نے تمام طالبات کو قادیانیت کا پرچار کیا اور عمومی طور پر تمام طالبات کو کلمہ لااله الا الله محمد رسول الله پڑھایا۔ ٹیچر مذکر کے ساتھ دو اور قادنی ٹیچرز امتہ اللہ سلیم اور فرزانہ غنی بھی تھیں۔ قادیانیت کا پرچار کر کے انہوں نے ہم سب مسلمانان کے جذبات مشتعل کئے اسلئے ہر سہ کے خلاف تادیبی کاروائی فرمائی جائے"۔ چنانچہ استانی امتہ اللہ سلیم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔

مقدمہ کے اندراج کے پولیس پر دباؤ ڈالنے کے لئے تاجر برادری کے صدر عنایت اللہ نے ایک جلوس نکالا اور سڑکیں بلاک کر کے ٹائر جلائے گئے جس پر پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔

☆......☆......☆

لٹریچر دینے پر توھین رسالت کا مقدمہ

تھانہ چھاؤنی ایبٹ آباد میں مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۹۳ء کو ایک مقدمہ زیر دفعہ 298/A، 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب کے خلاف درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ وقار گل جدون صدر ختم نبوت یوتھ فورس ایبٹ آباد کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ درخواست دہندہ نے لکھا کہ "ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چند یوم سے سید بشیر شاہ ولد سید رحیم شاہ گاؤں پھگلہ بذریعہ لٹریچر قادیانی مذہب کی تشہیر ایبٹ آباد میں کر رہا ہے۔ اس نے ایک کتاب "میری والدہ" مصنف چوہدری ظفر اللہ خان ایک شخص حامد ولد حاجی محمد صادق انور اور ٹھیکیدار احمد افضل کو پڑھنے کے لئے دی۔ کتاب "میری والدہ" کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ اس میں مذہب اسلام کی توہین کی گئی ہے۔ حضور ﷺ اور اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی شان میں واضح گستاخیاں ہیں لہٰذا بذریعہ درخواست ہذا استدعا ہے کہ مذکورہ شخص کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے"۔ چنانچہ دفعات 295/C اور 298/C کے تحت سید بشیر احمد شاہ صاحب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔

☆......☆......☆

تبلیغ کرنے پر توھین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ایک احمدی نوجوان سعد رفیق جو انجنیرنگ یونیورسٹی میں طالب علم تھے اور ان کے والد میاں رفیق احمد صاحب کے خلاف سرور روڈ لاہور چھاؤنی ایک مقدمہ زیر دفعہ 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ رضوان غفور ولد میاں عبدالغفور نیو کیمپس لاہور کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا جس میں لکھا گیا کہ "میاں سعد احمد قادیانی ہے لیکن اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اسی بنیاد پر اس نے گورنمنٹ کالج لاہور اور انجیرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا اور تاحال انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے شعبہ الیکٹریکل انجینئرنگ میں سال چہارم کا طالب علم ہے۔ یہ شخص براہ راست اور بالواسطہ اپنے دین کی تبلیغ سرعام کرتا ہے اور اپنے دین کو اسلام کہتا ہے اور زبانی و تحریری دونوں طریق سے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو شدید طور پر مجروح کرتا ہے۔

آج مورخہ ۸ر اکتوبر بروز جمعہ بعد از فراغت نماز جمعہ ہم اپنے دوست حماد رانا رہائشی کینٹ بورڈ کے گھر جا رہے تھے۔ ہم سب یعنی رضوان، غفور، عاصم، نعمان بھٹی، نبیل، نعیم، وسیم، کامران، احسن عمر، آصف عمر، ندیم پرویز، انعام اللہ، محمد جمیل، فیض الاسلام، عرفان علی سید حماد رانا کے گھر جا رہے تھے تو راستے میں احسن عمر کو میاں سعد احمد مل گئے جس پر میاں سعد احمد نے احسن کو تبلیغ شروع کر دی۔ احسن عمر کے بارہا منع کرنے کے باوجود وہ تبلیغ کرتا رہا۔ اسی اثناء میں اس کا والد میاں رفیق احمد بھی وہاں آ گیا۔ دونوں نے سب کی موجودگی میں اعلانیہ نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

لِقَاءٌ مَعَ الْعَرَبْ

۱۶؍مارچ ۱۹۹۵ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ ارزودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے** کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: **مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر علماء حضرت مسیح موعودؑ کو پہلے اسلام کا چیمپئن سمجھتے تھے اور پھر بعد میں آپ کے شدید معاند بن گئے۔ یہ مخالفت کا سلسلہ کب شروع ہوا؟**

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ بہت اہم سوال ہے جس سے متعلق میں نے سرسری ذکر گزشتہ مجلس میں کیا تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرف سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی اعلیٰ تعریف کہ آپ نے ساری دنیا کو اسلام کی حقانیت سے متعلق چیلنج کیا اور اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر کے دکھایا۔ دوسری طرف بعد میں جب وہ آپ کا دشمن بنا تو مخالفت و دشمنی کی حدیں پار کر گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی وجہ تھی جس نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا؟

مولوی محمد حسین بٹالوی، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے نظریات وافکار کا اس وقت تک حامی رہا جبکہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصص طبع ہو کر شائع ہو چکے تھے۔ اس وقت تک اسے آپ پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کی طرف سے متواتر وحی و الہام پانے کا دعویٰ کر چکے تھے اور آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا الہام بھی ہو چکا تھا۔ اس شخص نے جب آپ کی صداقت کی گواہی دی تو اس بات کی شہادت بھی دی کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی و الہام ہوتے ہیں۔ دوسری صورت میں ایسے شخص کی تصدیق کی ہی نہیں جا سکتی جو بغیر وحی والہام کے خدا تعالیٰ کی طرف باتیں منسوب کرنے کا مدعی ہو۔ لیکن جب آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور ان کے نام سے خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے تو یہ وہ وقت تھا جب یہ مولوی صاحب برداشت نہیں کر سکے۔ اسے یہ تو قبول تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور باقی تمام نبی فوت ہو چکے ہیں لیکن مسیح کو فوت شدہ مانا جائے یہ امر اس کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ میں اس بات پر کیوں زور دے رہا ہوں۔ اس لئے کہ اسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یا دوسرے کسی بھی نبی کی موت کا دکھ نہیں تھا، عیسیٰؑ کی موت کی خبر سے اسے کیوں تکلیف پہنچی؟۔ اس کے طرز عمل سے یہی تو ظاہر ہوتا ہے اور یہیں سے اس کی طرف سے مخالفت کا نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اصل نکتہ جو میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس جیسے دوسرے علماء یہ واویلا کرتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب عیسائیوں کے ایجنٹ ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اس صورت میں کون عیسائیوں کا ایجنٹ ہے؟۔ ایک مسلمان جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کا تو دکھ محسوس نہیں کرتا لیکن جب عیسیٰؑ کی موت کی خبر اسے پہنچتی ہے تو دکھ اور تکلیف کے احساس سے اس کی جان نکل جاتی ہے۔ یہ ایک بہت اہم بات ہے جسے آپ مدنظر رکھیں۔

دوسری طرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھنے والا انسان، جانتے ہیں آنحضرت ﷺ کی وفات کے ذکر پر اس کا ردّ عمل، محسوسات اور تاثرات کیا تھے؟ آپ کا یہ ردّ عمل تھا کہ:

كنت السواد لناظری فعمی علیك الناظر

من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

اے میرے پیارے! میرے محبوب! مجھے صرف اور صرف تیری پرواہ تھی اور صرف تیری موت کی فکر اور ڈر تھا کیونکہ تیرے وجود سے ہی تو میری بینائی تھی۔ تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ جب تو نہیں رہا تو اب مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اے میرے محبوب! تیرے بعد اب بے شک ساری دنیا مرتی پھرے مجھے کسی کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ مسجد میں ٹہل رہے تھے اور اس شعر کو پڑھ کر ایک بچے کی طرح زار و قطار روتے جاتے تھے۔ آپ کے ایک صحابی نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو دریافت کیا کہ حضور! آپ کو کس بات کا شدید دکھ اور غم ہے جو آپ ایک بچے کی طرح بلبلا رہے ہیں؟ آپؑ نے اس صحابی کو حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اے کاش! یہ شعر میں نے کہا ہوتا۔

ایسے فدائی اور عاشق رسولؐ کے خلاف محمد حسین بٹالوی کا جو مخالفانہ طرز عمل تھا وہ آپ جانتے ہیں۔ اس طرح اس مخالفت کا آغاز ہوا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کو یہ غلط فہمی تھی کہ کتاب براہین احمدیہ پر اس کے تعریفی تبصرہ کی بنا پر حضرت مرزا صاحب کو شہرت و عظمت حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے اس نے اپنے ایک بیان میں کہا:

"میں نے ہی اس کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا"۔

یہ بہت ہی دلچسپ بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کے غلام اور خادم نے تو عیسیٰؑ کو آسمان سے زمین پر اتارا اور یہ شخص کہہ رہا ہے کہ میں نے مرزا غلام احمد کو آسمان پر چڑھایا تھا اور اب میں ہی اسے واپس زمین پر لاؤں گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا کیا جواب دیا یہ میں بعد میں بتاؤں گا لیکن آپ ایک بات یاد رکھیں کہ ایک طرف تو وہ کہتا ہے کہ میں نے مرزا صاحب کو اٹھا کر اس مقام تک پہنچایا اور دوسری طرف یہ کہتا ہے کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، انہوں نے اسے لگایا تھا۔ اس کی کونسی بات درست ہے۔ یہ بات یا وہ بات۔ اس نے ایک بہت سخت مضمون شائع کیا جس میں اس نے لکھا کہ میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب جاؤں گا اور ساری دنیا کو بتلاؤں گا۔ اور اس نے واقعۃً ایسا کیا بھی۔ وہ عرب علماء سے ملا، وہ مکہ گیا اور مدینہ پہنچا اور ہندوستان کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کیا اور آپ کے خلاف فتاویٰ حاصل کئے کہ اس شخص کا وجود اسلام کے لئے شدید خطرہ ہے۔ اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ہر کسی کا فرض ہے کہ اسے قتل کر دے۔ یہ اس شخص کا طرز عمل تھا جو کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کو اس عزت کے مقام سے نیچے گراؤں گا لیکن خدا نے آپ کے ساتھ بالکل مختلف معاملہ کیا۔ یہ خدا ہی تو تھا جس نے آپ کو یہ مقام عطا کیا تھا نہ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور عیسائیوں نے۔ سارے جہان کی دشمنیوں اور مخالفتوں کے باوجود خدا اسے عزت کے مقام پر بٹھاتا اور قائم رکھتا ہے۔ اس تعلق میں میں آپ کو ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ بتاتا ہوں جو بٹالہ اسٹیشن پر ہوا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنا روزمرہ کا دستور بنا رکھا تھا کہ وہ بٹالہ ریلوے اسٹیشن پر جاتا جو گاڑیوں کا آخری سٹاپ تھا۔ اس سٹیشن پر آکر گاڑیاں رکتیں اور پھر وہاں سے واپس چلی جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں کوئی گاڑی قادیان نہیں جاتی تھی۔ بٹالہ اسٹیشن قادیان سے مغرب کی جانب ۱۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ بٹالہ سے لوگ یا تو پیدل قادیان چلے جاتے تھے یا اگر کسی کو تانگہ میسر آجاتا تو تانگہ پر قادیان حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے چلا جاتا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی بلاناغہ، روزانہ جب گاڑی آنے کا وقت ہوتا تو اسٹیشن پر پہنچ جاتا اور لوگوں سے پوچھتا پھرتا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہتے کہ ہم قادیان جا رہے ہیں تو وہ انہیں روکتا اور کہتا کہ وہاں مت جانا وہ دجال ہے، وہ کذاب اور کافر ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی صورت بھی دیکھی جائے لیکن وہ کسی ایک شخص کو بھی قادیان جانے سے روک نہ سکا۔

ایک روز ایک دلچسپ واقعہ گزرا۔ ایک شخص کہیں سے بڑے خلوص نیت اور اس ارادہ کے ساتھ آرہا تھا کہ قادیان جا کر حضرت مسیح موعودؑ سے شرف ملاقات حاصل کروں گا۔ جب وہ بٹالہ اسٹیشن پر پہنچا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ اس وقت وہاں ایک اور احمدی بھی موجود تھا جو روزانہ مولوی صاحب کو ایسا کرتے دیکھتا تھا۔ اس نے مولوی صاحب کو پیچھے سے جا پکڑا اور کہا کہ دیکھو مولوی صاحب، تم روزانہ لوگوں کو قادیان جانے سے روکنے کی کوشش کرتے ہو لیکن تم نے دیکھ لیا ہے کہ قادیان جا جا کر لوگوں کی جوتیوں کے تلوے گھس گئے اور تمہاری جوتیاں انہیں روکنے کی کوشش میں پھٹ گئیں لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی تم روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

یہ وہ شخص ہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے مرزا صاحب کو اٹھایا ہے اور میں ہی انہیں اس مقام سے گراؤں گا، وہ اپنے اس ارادے اور کوشش میں بری طرح ناکام ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا اپنا نواسہ شیخ محمد سعید احمدیت قبول کر کے مسیح موعود کا فدائی بنا۔ ڈاکٹر شیخ وحید صاحب بھی اسی کے خاندان سے ہیں۔ آفتاب احمد خان صاحب کا بھی اس کے خاندان سے تعلق ہے اس کے خاندان میں سے اس کے پوتوں نے احمدیت قبول کرنا شروع کر دی۔ یہ تھا اس مولوی کا انجام جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس نے مسیح موعودؑ کو عزت کے مقام پر بٹھایا ہے اور وہی آپ کو اس مقام سے نیچے گرائے گا۔

☆......☆......☆

سوال: **جماعت احمدیہ کا قیام کب عمل میں آیا اور ایک الگ جماعت بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟**

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ۱۹۰۰ء میں گورنمنٹ کی طرف سے جب یہ اعلان ہوا کہ اگلے سال یعنی ۱۹۰۱ء میں ہندوستان کی مردم شماری کروائی جائے گی تو اس وقت تک آپ نے جماعت کا کوئی نام تجویز نہیں فرمایا تھا اس لئے حضورؑ نے ضروری خیال کیا کہ جماعت کا کوئی الگ نام رکھا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا۔ اس وقت بہت سے لوگوں نے پوچھا اور مولویوں نے بھی اعتراض کیا کہ آپ نے الگ فرقہ کیوں بنایا ہے تو آپ نے ایک تفصیلی اشتہار کے ذریعہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"اور اس فرقہ کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ"

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ اور دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمدؐ جمالی نام تھا جس کا مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمدؐ کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمدؐ ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے"۔

(اشتہار ۴/نومبر ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۹۱)

☆......☆......☆

سوال: محترم حلمی شافعی صاحب نے سوال کیا کہ حضورؑ نے جب پہلی بیعت لی تو کس حیثیت سے لی۔ امام مہدی یا مامور من اللہ کی حیثیت سے۔ اور بیعت کے الفاظ کیا تھے؟

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلی بیعت لدھیانہ میں ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو امام مہدی ہونے کی حیثیت سے لی۔ اس وقت جماعت کا کوئی نام مذکور نہیں ہے۔ بیعت کے اصل الفاظ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

"آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کی لذات پر مقدم رکھوں گا اور ۱۲/جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا اور اب بھی اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّی. اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّی. اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر ۹۸)

یہ ہیں پہلی بیعت کے الفاظ۔ تقریباً وہی الفاظ ہیں جو تمام خلفاء نے معمولی تبدیلیوں کے ساتھ بعد میں استعمال کئے لیکن بنیادی طور پر وہی الفاظ ہیں۔

جب آپ نے پہلی بیعت لی اس وقت سے بہت پہلے آپ امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرما چکے تھے۔ میں نے اس بارہ میں تحقیق کی تھی اور اپنی ایک جلسہ کی تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ ۱۸۸۹ء سے بہت پہلے آپ نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرما دیا تھا۔ بے شک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ کے دعویٰ مسیحیت پر ۱۸۹۱ء میں مخالفت کا آغاز کیا لیکن دوسرے لوگوں نے اس سے قبل آپ کے دعویٰ مہدویت پر بھی مخالفت کا شور برپا کر دیا تھا اور آپ سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ اگر آپ وہی مہدی ہیں تو پھر سورج اور چاند گرہن کا آسمانی نشان جو سچے مہدی کی نشانی ہے پورا کر کے دکھاؤ۔ اسی لئے ۱۸۹۴ء میں جب چاند گرہن ہوا تو اس نشان کے انتظار میں تمام نظریں آسمان پر جمی تھیں اور مخالف دشمنوں کو یہ امید تھی کہ سورج کو اس ماہ میں گرہن نہیں لگے گا اور جب لگ گیا تو پھر یہ کہتے ہوئے ایڑیوں کے بل پھر گئے کہ یہ ویسا گرہن نہیں ہے جیسا کہ ہم خیال کرتے تھے۔ ۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا لیکن اس سے بہت پہلے آپ مہدویت کا دعویٰ فرما چکے تھے۔

باوجودیکہ مسلسل الہامات میں آپ کو نبی کے لقب سے مخاطب کیا گیا تھا لیکن اس مقام کا اعلان اور دعویٰ کرنے سے آپ ۱۹۰۰ء تک ہچکچاتے رہے۔ یوں آپ نے ماموریت کا، پھر مہدویت کا، اس کے بعد مسیحیت اور پھر آخر میں امتی نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ آپ مسیحیت کا دعویٰ بغیر نبی ہونے کے کیسے کر سکتے تھے۔ آپ نے فرمایا بے شک کہ اس سے قبل آپ میرے الہامات میں دیکھیں گے کہ میرے لئے بار بار نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن میں جانتا تھا کہ میں ایک بہت ہی معمولی اور عاجز انسان ہوں۔ ایک نبی کے مقام پر کیسے فائز ہو سکتا ہوں، اس لئے میں اس دعویٰ کے اعلان سے رکا رہا۔ اس لئے نہیں کہ میں خدا کے حکم کی نافرمانی کروں بلکہ صرف اس لئے کہ اپنے آپ کو اس مقام کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔ ایک عرصہ تک آپ اس سے یہی سمجھتے رہے کہ لفظ نبی سے لفظی معنی مراد نہیں لئے جا سکتے بلکہ اس کے کوئی اور معنی ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپ فرماتے ہیں کہ پھر مجھ پر آسمان سے بارش کی طرح الہام نازل ہونا شروع ہوئے کہ ہم نے تجھے نبی بنایا ہے جاؤ اور اس کا اعلان کرو۔ اس کے بعد میرے پاس چارہ نہ رہا سوائے اس کے کہ میں نبی ہونے کا اعلان کرتا۔

نبوت کے اس دعویٰ کی بہت اہمیت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جب مستقبل میں آنے والے مسیح کی خبر دی تو مسلم کی ایک حدیث میں چار مرتبہ اسے "نبی اللہ" کے نام سے ذکر فرمایا۔ اس لئے اگر آپ نبوت کا دعویٰ نہ فرماتے یا خدا آپ کو نبوت کا مقام عطا نہ کرتا تو پھر آپ کے متعلق کیا ثبوت باقی رہتا کہ آپ ہی وہ مسیح ہیں جس کے آنے کی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی تھی۔ البتہ ایک مخالف ثبوت ضرور جنم لے لیتا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے تو آئندہ ظاہر ہونے والے مسیح کو نبی اللہ کہا تھا اور یہ مسیح کہہ رہا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ اس طرح تو نبی کریم ﷺ کے فرمان میں اختلاف پیدا ہو جاتا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایسے معصوم اور عاجز انسان تھے کہ آپ نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا جس طرح آنحضرت ﷺ سے جب فرشتے نے کہا کہ اِقْرَأْ تو آپؐ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ اس کلام کی شان سے ہی آپ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ یہ ان لوگوں کی صداقت کی نشانی ہوا کرتی ہے جو اپنے من سے باتیں نہیں گھڑا کرتے۔ ان کے دل میں ایسی کسی خواہش یا تمنا کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مرضی اور نیت کے مخالف ایسا دعویٰ کرتے ہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ انہیں ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

☆......☆......☆

سوال: لفظ "میرزا" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: لفظ "میرزا" ایک ٹائٹل ہے جس کا مطلب ہے کوئی ایسا شخص جو بہت قابل احترام اور عزت والا ہو اور وہ اتھارٹی بھی رکھتا ہو۔ یا جیسے شہزادہ ہوتا ہے یا قاضی یا کوئی بڑا لیڈر، سردار اور اہل منصب شخص۔ اسے میر کہتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں وہ لوگ جن کا تعلق مغلیہ خاندان سے تھا جنہوں نے انڈیا فتح کیا تھا انہیں یہ نام "میر" دیا جاتا تھا اور ان کے بچے بیٹے اور شہزادے "میرزا" کہلاتے تھے کیونکہ اصل میں یہ لفظ میر زادہ تھا۔ میر کا بیٹا۔ جیسے فارسی میں شاہ اور شہزادہ۔ یہ اس نام کی وجہ تسمیہ ہے جو اصل میں میر زادہ کا مخفف ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ لفظ "میرزا" جو عام طور پر مغل قوم کے لئے بولا گیا ہے ضروری نہیں کہ یہ صرف مغلوں ہی کا ٹائٹل ہو۔ یہ لفظ فارس سے آیا ہے اور ممکن ہے اس سے قبل اس کا تعلق اس علاقہ سے ہو جو کہ مغل قوم کی اصل جگہ تھی۔ یہ اہم بات نہیں کہ ہم مغل ہیں لیکن ایک بات قطعی ہے کہ انڈیا آنے سے قبل ہمارا خاندان تین سو سال سے زائد عرصہ فارس میں مقیم رہا۔ اس لحاظ سے ہمارے لئے مغل کی نسبت فارسی الاصل ہونے کا ٹائٹل زیادہ بہتر اور قابل فخر ہے۔

اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے لیکن میں آخر میں ان **عرب ناظرین سے ایک درخواست** کرنا چاہتا ہوں جو MTA پر یہ پروگرام دیکھتے ہیں۔ اب ان کی آنکھیں ان کے کانوں کی نسبت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ وہ اب ہمیں صرف سن ہی نہیں رہے بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں اور وہ زبان جو احمدیت سے متعلق ان سے کلام کر رہی ہے وہ اس سے بہت مختلف ہے جو وہ اِدھر اُدھر سے سنا کرتے تھے۔ وہ کلام کرنے والے شخص کو بات کرتے ہوئے سامنے دیکھتے ہیں کہ وہ کس انداز سے باتیں بیان کر رہا ہے۔ ہر وہ شخص جو فیصلہ کرنے کی استعداد رکھتا ہے انصاف کر سکتا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے یا منافق ہے یا سچا مومن ہے۔ اس لئے اے اہل عرب! اگر تم سچائی اور حقانیت کا نشان دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ایسا کلام کرنے والا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا تو پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کیونکہ خدا ہی ہے جو دلوں کو بدلتا ہے اور راستی و صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ **اب اسلام کی فتح جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ ساری دنیا میں ہم بڑی عمدگی اور احسن طریق سے اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں تو پھر کیوں نہ تم بھی حق قبول کر کے مسیح موعودؑ کی اس پاکیزہ جماعت میں شامل ہو جاؤ۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

"ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ تمہارے خدا کی کیا شکل اور کیا رنگت ہے؟ میں نے کہا تو اول یہ بتا کہ تیری آواز کی کیا شکل ہے؟ تیری قوت ذائقہ کی کیا صورت ہے؟ تیری بینائی کی کیا رنگت ہے؟۔ اس نے کہا کم از کم ان کے مقام تو معین ہیں۔ میں نے کہا زمانہ کی کوئی جگہ مقرر ہے؟ ایک سیکنڈ کا لاکھواں حصہ بھی سارے جہان کو اپنی بغل میں لئے بیٹھا ہے۔ زمانہ کی کوئی شکل بھی نہیں اور زمانہ موجود بھی ہے۔ اور اس کا کوئی مکان بھی معین نہیں۔ پس ہم ایسی بہت سی مخلوق کو جانتے ہیں جس کی کوئی جگہ مقرر نہیں کر سکتے۔ مخلوق میں جب ایسی مثالیں ہیں تو خدا تو پھر خدا ہی ہے"۔

"ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگ مکہ معظمہ کی پرستش کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پرستش کے معنی کیا ہیں بتاؤ؟ کہا پوجا۔ میں نے کہا پوجا کس کو کہتے ہیں؟ تب اس نے پرستش کے معنے بتائے کہ جس میں دھیان ہو، عظمت ہو۔ میں نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھو۔ اس نے پڑھی۔ میں نے اس برہمو سے دریافت کیا کہ بتاؤ اس میں مکہ معظمہ کا دھیان یا عظمت ہے یا مکہ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے؟"۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۸۵)

NIM AGENCIES CC
Importer / Exporter
Interested parties to do business with South Africa
Please contact: I.A.Chaudhry
Tel: 27-11-486 1796 Fax: 27-11-486 1803
e-mail: nimagencies@global.co.za
P.O.Box 1490 ROOSEVELT PARK 2129
Johannesburg. Republic of South Africa

بقیه :توہین رسالت کے بعض مقدمات
از صفحہ ۱۰

سے انکار کیا اور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوئے اور ہمیں اپنے دین پر جو ان کے مطابق اصل اسلام ہے قائل کرنے کی کوشش کی اور مرزا طاہر احمد کو خلیفۃ المومنین کہا۔ یہ باتیں سن کر ہم مشتعل ہو گئے اور دونوں باپ بیٹے کو تھانہ لے آئے ہیں ۔ میاں اسعد نے یہ باتیں تھانہ میں دہرائیں اور اس طرح وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیل رہا ہے اور شدید اشتعال انگیزی کا باعث بن رہا ہے جو ایک نا قابل معافی فعل ہے اور قابل سزا جرم ہے اس لئے ان باپ بیٹا دونوں کے خلاف سخت قانونی کاروائی کی جائے"۔

چنانچہ درخواست پر دونوں باپ بیٹے کے خلاف مقدمہ نمبر ۸۷ تھانہ سرور روڈ ضلع لاہور میں درج ہو گیا۔

اصل واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ ان نوجوانوں نے باقاعدہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق سعد رفیق کو اس کے گھر سے باہر بلایا اور اس کے گھر کے سامنے زدوکوب کیا۔ ان کے والد رفیق احمد صاحب اس کو بچانے کے لئے باہر نکلے تو انہیں بھی مارا۔ اس دوران کئی لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے ۔ راہ چلتے ہوئے دو پولیس اہلکار ان کو تھانہ لے آئے۔ وہاں پہنچ کر لڑکوں نے الزام لگایا کہ احمدی باپ بیٹا انہیں تبلیغ کر رہے تھے اور نعوذ باللہ اہانت رسول کریم ﷺ کے مرتکب ہو رہے تھے۔

☆......☆......☆

سراسر جھوٹا توہین رسالت کا ایک اور مقدمہ

مکرم چوہدری ریاض احمد ولد چوہدری رستم خان صاحب ، مکرم بشارت احمد ولد مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب، مکرم قمر احمد اور مکرم مشتاق احمد پسران مکرم محمود احمد صاحب ساکن چک 15/DB ضلع میانوالی کے خلاف تھانہ پپلاں ضلع میانوالی میں ایک مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ مولوی محمد عبداللہ ولد محمد مظفر جو اسی گاؤں کا رہنے والا ہے نے زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۹۳ء کو درج کروایا جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ مخالف نے اپنی درخواست میں لکھا:

"میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا کارکن ہوں۔ میں مورخہ ۱۱/نومبر ۱۹۹۳ء کو ۱۱ بجے دن کے قریب اپنے ایک کزن کے ساتھ سڑک کے کنارے کھڑا تھا کہ مسمیان ریاض احمد، بشارت احمد، قمر احمد اور مشتاق احمد جو کہ غیر مسلم قادیانی ہیں ہمیں دیکھ کر ہماری طرف بڑھے اور طنزاً کہا کہ یہ سرکاری مسلمان ہیں ۔ اس طرح انہوں نے ہمارے مذہبی جذبات مجروح کئے لیکن ہم خاموش رہے اس کے باوجود انہوں نے رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے اور یہ کہا کہ وہ مرزا غلام احمد کو سچا نبی مانتے ہیں جو حضور پاک ﷺ سے شان میں کم نہیں اور ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کی بابت نا قابل برداشت کلمات کہتے ہوئے انہوں نے ہمیں کہا کہ ہمارے نبی کے تین لاکھ معجزات ہیں جبکہ آپ کے نبی کے تین ہزار معجزات تھے۔

اگر مذکورہ حالات کو مد نظر رکھ کر ملزمان کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو سارے علاقے کے مذہبی جذبات مجروح ہونگے اور امن عامہ کے نقص کے علاوہ مذہبی اختلاف پورے ملک کو لپیٹ میں لے لے گا لہذا ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے مشکور فرماویں۔

اس مقدمہ کے اندراج کے ساتھ ہی چاروں احمدیوں کو گرفتار کر کے میانوالی جیل بھجوادیا گیا۔ ان کی ضمانت کی درخواست سماعت کے لئے پیش ہوئی مگر اس پر تاریخیں پڑتی گئیں۔ جب کبھی عدالت میں ضمانت کی درخواست سماعت کے لئے پیش ہوتی مولوی محمد اکرم طوفانی آف سرگودھا اور دیگر مولوی اپنے چیلے چانٹوں کے ساتھ عدالت میں آ موجود ہوتے اور مطالبہ کرتے کہ احمدیوں کی ضمانتیں نہیں ہونے دیں گے۔ آخر کار جنوری ۱۹۹۴ء کو عدالت نے ان کی ضمانت کی درخواستیں مسترد کر دیں ۔ لہذا ہائی کورٹ لاہور کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ ہائی کورٹ لاہور میں یہ درخواستیں جسٹس شیخ زبیر احمد کی عدالت میں زیر سماعت آئیں مگر انہوں نے یہ معاملہ چیف جسٹس کو بھجوا کر کہا کہ اس کو نپٹانے کے لئے بڑا بنچ مقرر کیا جائے چنانچہ چیف جسٹس نے جسٹس خلیل الرحمٰن، جسٹس نذیر اختر اور جسٹس شیخ زبیر احمد پر مشتمل ایک بنچ ضمانت کی درخواست کی سماعت کے لئے مقرر کیا۔

جنگ لندن کے شمارہ مورخہ ۱۴/جون ۱۹۹۴ء کی مندرجہ ذیل خبر کے مطابق یہ درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔ اخبار نے لکھا:

"ہائی کورٹ نے تھانہ پپلاں ضلع میانوالی کے توہین رسالت کے مقدمے میں ملوث ایک ہی خاندان کے چار قادیانیوں کی ضمانت کی درخواستیں مسترد کر دی ہیں تاہم اس مقدمے کی سماعت کرنے والی ماتحت عدالت کو حکم دیا ہے کہ اس کیس کو دوسرے تمام کیسوں پر فوقیت دیتے ہوئے اس کی سماعت تیز رفتاری سے تین ماہ کے اندر اندر مکمل کرے۔ یہ حکم تھانہ پپلاں ضلع میانوالی کے ریاض احمد اس کے بیٹے بشارت احمد اور دو بھتیجوں قمر احمد اور مشتاق احمد کی طرف سے دائر کی گئی ضمانت کی درخواستوں پر لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے جاری کیا ہے۔

فاضل جج نے اپنے تفصیلی فیصلے میں لکھا ہے کہ درخواست گزاروں نے جو کہ قادیانی ہیں مبینہ طور پر نبی کریم صلعم کے بارے میں گستاخانہ زبان استعمال کر کے اور کھلے عام یہ کہہ کر کہ مرزا غلام احمد مرتبے میں رسول پاک صلعم سے کم نہیں تھا اور یہ کہہ کر کہ رسول پاک صلعم کے معجزوں کی تعداد تین ہزار اور مرزا غلام احمد کے معجزوں کی تعداد تین لاکھ ہے مرزا غلام احمد کو بلند تر روحانی مقام پر فائز کرتے ہوئے بادی النظر میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے"۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مقدمہ کی سماعت کے دوران اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نذیر احمد غازی نے کہا کہ قادیانی مذہب انگریز حکمرانوں کا لگایا ہوا پودا ہے اور قادیانیوں کی مذہبی کتابوں میں توہین رسالت پر مبنی مضامین شامل ہیں نیز نذیر احمد غازی نے عدالت میں یہ بیان بھی دیا ہے کہ اگر چاروں ملزمان احمدیت سے تائب ہو جائیں اور مرزا غلام احمد کی تعلیمات سے انکار کر دیں تو وہ ان کی ضمانت کی درخواستوں کی مخالفت نہیں کریں گے۔

اس کیس کا پس منظر یہ ہے کہ مکرم ریاض احمد صاحب اپنے گاؤں کے نمبردار ہیں مگر مدعی فریق نے ان کے خلاف مقدمہ دائر کر رکھا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ احمدی گاؤں کا نمبردار نہیں ہو سکتا۔ اس مقدمہ کی سماعت ڈپٹی کمشنر میانوالی نے کی اور فیصلہ مکرم ریاض احمد صاحب کے خلاف دیا مگر کمشنر سرگودھا نے اپیل پر مکرم ریاض احمد صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا اور لکھا کہ ایک احمدی کا نمبردار ہونے قانوناً منع نہیں۔ اس کے بعد مدعی محمد عبداللہ نے ریونیو بورڈ لاہور میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی ہوئی ہے اس کے علاوہ بھی فریقین میں مقدمہ بازی چلی آ رہی ہے ان حالات میں مخالفین نے مکرم ریاض احمد صاحب اور ان کے عزیزوں کے خلاف مذہبی تعصب کی وجہ سے عداوت کی بنا پر مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۹۳ء کو توہین رسالت کا مقدمہ درج کرایا جو سراسر جھوٹا ہے۔ ہائی کورٹ میں ضمانت کی درخواستیں مسترد ہونے کے بعد سپریم کورٹ سے رجوع کیا گیا مگر وہاں بھی معاملہ التوا میں پڑتا گیا حتیٰ کہ چار سال جیل میں رہنے کے بعد سپریم کورٹ نے بالآخر ان چاروں کی ضمانت کی درخواست منظور کر لی اور اب مقدمہ سیشن جج کی عدالت میں چل رہا ہے۔

☆......☆......☆

"حضور" کا لفظ استعمال کرنے پر توہین رسالت کا مقدمہ

روزنامہ الفضل کی انتظامیہ یعنی ایڈیٹر نسیم سیفی صاحب، پبلشر و منیجر آغا سیف اللہ صاحب اور پرنٹر قاضی منیر احمد صاحب کے خلاف ڈپٹی کمشنر جھنگ کی ہدایت پر دو مقدمات یکے بعد دیگرے مقدمہ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۵/جنوری ۱۹۹۴ء اور مقدمہ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۱/جنوری ۱۹۹۴ء کو تھانہ ربوہ میں زیر دفعہ 298/C درج کئے گئے۔ ان مقدمات کی وجوہات یہ بیان کی گئیں کہ مقدمہ نمبر ۱۲ میں جولائی ۱۹۹۳ء کے ۱۹ پرچوں میں اور مقدمہ نمبر ۲۶ میں ستمبر ، اکتوبر اور نومبر ۱۹۹۳ء کے چار پرچوں میں "احمدیوں کو مسلمان ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بارہ میں لفظ "حضور" استعمال کیا گیا ہے۔ ان تینوں دوستوں کی ضمانت قبل از گرفتاری کروائی گئی مگر ۷/فروری ۱۹۹۴ء کو جب ضمانت کی توثیق کے لئے سیشن جج چنیوٹ کی عدالت میں درخواست کی گئی جس پر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اختر نقوی نے نہ صرف ضمانتیں نامنظور کر دیں بلکہ فیصلہ ضمانت میں دفعات 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان کا اضافہ کر کے تینوں احباب کو گرفتار کر لیا۔

فیصلہ میں اس نے لکھا کہ میں نے پولیس فائل کے ساتھ منسلک الفضل کے پرچوں کا بغور معائنہ کیا ہے جس میں بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد کو نام لئے بغیر لفظ "حضور" تحریر ہے اور یہ لفظ جب کسی شخص کے نام کے بغیر بولا یا لکھا جائے تو اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہوتے ہیں اس طرح رسول کریم ﷺ کی ہتک کی گئی ہے جس کی وجہ سے دفعہ 295/C لاگو ہوتی ہے اور ایک جگہ مرزا غلام احمد کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا گیا ہے جو صرف صحابہؓ اور خلفاء راشدین کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے اس طرح وہ دفعہ 298/C کے تحت بھی سزا کے مستحق ہیں۔

اس طرح سیشن جج سید اختر نقوی نے ضمانت کی درخواستیں مسترد کرتے ہوئے پولیس کو ان احمدی احباب کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔

☆......☆......☆

رسالہ انصاراللہ کی انتظامیہ کے خلاف مقدمہ بھی توہین رسالت میں تبدیل کر دیا گیا

ماہنامہ انصاراللہ کی انتظامیہ مرزا محمد دین صاحب ناز ایڈیٹر، چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر اور قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر کے خلاف بھی دو مقدمات تھانہ ربوہ میں درج کرائے گئے۔

ایک مقدمہ نمبر ۲۸۵ مورخہ ۲۹/دسمبر ۱۹۹۳ء کو ایک مخالف سلسلہ صوفی نور محمد سکنہ احمد نگر نے ایڈیٹر پبلشر اور پرنٹر ماہنامہ انصاراللہ کے خلاف درج کروایا جس میں تبلیغ کرنے کا جرم درج کیا گیا ہے۔ اور دوسرا مقدمہ نمبر ۱۱ ڈپٹی کمشنر جھنگ کی ہدایت پر ۱۵/جنوری ۱۹۹۴ء کو زیر دفعہ 298/C تھانہ ربوہ میں درج ہوا جس میں کہا گیا کہ ماہنامہ انصاراللہ کے جون ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں ایسا مواد ہے جس سے احمدیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے ۔ ان مقدمات کی ضمانت کی توثیق کی تاریخ ۷/فروری ۱۹۹۴ء کو تھی جہاں الفضل کے مقدمات کے ساتھ ایڈیشنل سیشن جج سید اختر نقوی نے ضمانت کی درخواستوں کو نامنظور کر کے تینوں احباب کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے۔

اگرچہ پولیس نے دونوں مقدمات میں 298/C کی دفعہ لگائی تھی مگر جج صاحب نے ضمانتیں مسترد کرتے ہوئے دفعات 298/C اور 295/C کا اضافہ کر دیا۔

کیا آپ نے الفضل انٹر نیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول ﷺ

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا جنوری ۱۹۹۹ء میں "آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح موعودؑ کا عشق" کے موضوع پر مکرم مولانا محمد اشرف عارف صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

جب کبھی آنحضرت ﷺ کا نام آیا، حضور علیہ السلام کی آنکھوں میں محبت سے آنسو آگئے۔ آپؑ جب آنحضرت ﷺ کا نام اپنی تحریر میں لکھتے تو نام کے بعد صرف "ؐ" یا صلعم نہیں لکھتے تھے بلکہ پورا درود یعنی "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح تقریر یا مجلس میں یوں ذکر کرتے کہ "ہمارے آنحضرت ﷺ"۔

ایک دفعہ ایک کھلونے بیچنے والی آئی۔ اُس سے کسی نے پوچھا کہ تم کون ہو؟۔ کہنے لگی کہ اللہ کی بندی محمد ﷺ کی امت۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب اپنے حبیب کا نام اُسکی زبان سے سنا تو بے اختیار باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے ایک روپیہ دے دو، اس نے میرے آقا کا نام لیا ہے۔

لالہ بڈھامل نے ایک بار کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ "میں نے آج تک اپنی زندگی میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا"۔

حضورؑ کو اپنے آقا ﷺ کی اولاد سے بھی بیحد محبت تھی۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضورؑ باغ میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور میں کچھ اور لوگوں کے ساتھ زمین پر بیٹھا تھا۔ اچانک حضورؑ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمانے لگے شاہ صاحب! آپ میرے پاس چارپائی پر آجائیں۔ میں نے کہا حضور میں یہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضورؑ نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہمیں منظور ہے۔

ایک بار آپؑ نے بچوں کو حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپؑ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے جنہیں آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے پونچھتے جاتے تھے۔

آنحضور ﷺ سے آپؑ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی آنحضور ﷺ کی پیروی کرنا آپؑ کی عادت تھی۔ ایک صحابیؓ کا بیان ہے کہ حضورؑ مجھے صبح کی نماز پر انگلیاں پانی میں ڈبو کر ہلکا سا چھینٹا پھینک کر جگاتے تھے۔ مَیں نے عرض کیا حضورؑ آپ آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے تو فرمایا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کا بھی یہی طریق تھا۔

ایک دفعہ شدید گرمی کے موسم میں آپؑ کی چارپائی ایسی چھت پر بچھادی گئی جس پر منڈیر نہیں تھی۔ آپؑ نے یہ فرماتے ہوئے جگہ بدل لی کہ آنحضرت ﷺ نے بغیر منڈیر کے کوٹھے پر سونے سے منع فرمایا ہے۔

ایک دفعہ گھریلو ماحول میں حج کا ذکر شروع ہوا تو حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر کی سہولت پیدا ہو رہی ہے، حج کو چلنا چاہئے۔ اُس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپؑ ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا "یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں یہ سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟"۔

غیرت رسول کا ایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۷ء میں آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں حضورؑ کو بھی بااصرار دعوت دی۔ آپؑ نے حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ کی قیادت میں چند سرکردہ افراد کو اس میں شمولیت کے لئے بھیجا۔ آریوں نے اپنے وعدہ کے خلاف آنحضرت ﷺ کے متعلق سخت بدزبانی سے کام لیا۔ اس کی رپورٹ جب حضورؑ کو پہنچی تو آپؑ اپنی جماعت پر سخت ناراض ہوئے کہ وہ اس مجلس سے اٹھ کر کیوں نہیں آگئے اور فرمایا کہ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے۔

یہی غیرت تھی کہ حضورؑ نے پنڈت لیکھرام کے سلام کا جواب تک نہ دیا اور جب کسی نے عرض کیا کہ لیکھرام سلام کہتا ہے تو فرمایا "ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے!"۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ابھی دعویٰ نہیں کیا تھا کہ آپؑ کے چچا مرزا غلام حیدر کی اہلیہ کے منہ سے ایک مرتبہ کوئی کلمہ آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبی کا نکل گیا۔ حضورؑ کی طبیعت پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپؑ کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگا، اس حالت میں آپ کا کھانا بھی چھوٹ گیا اور آپؑ نے اُن کے ہاں کا کھانا پینا بھی ترک کردیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے فارسی منظوم کلام میں عرض کرتے ہیں: "اے میرے محبوب! مَیں تو تُو ہو گیا اور تُو مَیں ہو گیا۔ مَیں جسم ہو گیا اور تُو روح ہو گیا۔ اور میری اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں اَور ہوں اور تُو اَور ہے۔"

-......☆......☆......☆......-

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری اکتوبر ۱۸۷۳ء میں چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۸۸۴ء میں مدرسہ رحیمیہ لاہور میں داخل ہوگئے۔ ۱۸۹۰ء سے ۱۸۹۱ء تک قریباً دو سال لدھیانہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۱ء میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع ملا۔ ۱۸۹۳ء میں آپ نے اپنی تعلیم مکمل کرلی۔ ۱۸۹۴ء میں جب کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوا تو آپ کی توجہ حضورؑ کی طرف زیادہ ہوگئی اور جلد جلد قادیان آنا جانا شروع کردیا۔ تاہم مسئلہ نبوت کے متعلق آپ کی تسلی ۱۹۰۴ء میں ہوئی اور پھر ۱۹۰۵ء میں آپؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

بیعت کرکے جب آپؓ واپس گاؤں پہنچے تو سخت مخالفت شروع ہوگئی۔ آپکے ماموں نے جو آپکا سسر بھی تھا، آپکو گھر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رؤیا صالحہ کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا اور آپ دیوانہ وار دعوت الی اللہ میں مصروف ہوگئے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد آپکی والدہ، چھوٹے بھائی اور دو بھاوجوں نے بھی بیعت کرلی۔

آپؓ کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور وہ ۱۹۰۸ء میں وفات پاگئی۔ آپکی دوسری شادی محترمہ حیات بیگم صاحبہ سے ہوئی جن کا تعلق ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں سے تھا۔ چنانچہ آپؓ بھی وہیں رہنے لگے۔ پھر ۱۹۱۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر قادیان آگئے اور وہاں ۱۹۲۲ء تک خدمت بجالاتے رہے۔ ۱۹۲۳ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا کی بنا پر سندھ میں دعوت الی اللہ کا مرکز جاری کیا اور آپکو سندھ کا مربی مقرر کیا۔ ۱۹۲۸ء تک آپ وہاں مقیم رہے۔ بطور امیر مربیانِ سندھ بھی خدمت بجالائے اور حضورؓ نے آپؓ کو اپنے ہاتھ پر بیعت لینے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

حضرت مولوی صاحبؓ بہت دعاگو بزرگ تھے۔ آپکے قبولیت دعا کے بہت سے واقعات، نیز الہامات و کشوف "حیات بقاپوری" میں درج ہیں۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۶ر دسمبر ۹۸ء میں آپؓ کا ذکر خیر آپکی بیٹی مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک نہایت غریب شخص نے آپؓ سے عرض کیا کہ میرا بیٹا ٹائیفائیڈ بخار میں مبتلا ہے، جو دوا تجویز کی گئی ہے وہ ۴۰ر روپے سے کم میں نہیں آتی، میں غریب آدمی ہوں۔ آپ دعا اور استخارہ کریں کہ اگر بیٹے کی زندگی ہے اور علاج سے بچ جانا ہے تو میں قرض اٹھا کر بھی دوا خریدوں گا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے دعا کی تو الہاماً بتایا گیا کہ علاج کراؤ۔ چنانچہ اُس نے قرض لے کر علاج کروایا اور وہ لڑکا شفایاب ہوگیا۔

حضرت مولوی صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے تین لڑکوں اور تین لڑکیوں سے نوازا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میری سب اولاد حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

-......☆......☆......☆......-

حضرت امام راغبؒ

حضرت امام راغب اصفہانی بہت بلند مقام کے حامل امام ہیں۔ آپؒ نے قرآن کریم کی خدمت کے حوالہ سے خاص نام پیدا کیا اور آپؒ کی کتاب "المفردات فی غریب القرآن" کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔ یہ قرآن کریم کی لغت ہے اور اس کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپؒ لغوی دقائق اور صرف و نحو کے بھی ماہر تھے۔ آپؒ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جو مفردات قرآن پاک میں آئے ہیں وہ لغت عرب کا سب سے عمدہ ذخیرہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام راغبؒ کا مقام بہت بلند ہے۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں "حضرت امام راغب کا دماغ اتنا روشن اور اتنا پاکیزہ ہے کہ شاذ کے طور پر کبھی انہوں نے کوئی غلطی کی ہوگی ورنہ قرآن کریم کے الفاظ کے بیان میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کے قرآنی آیات کے ذریعے معنی کرتے ہیں...... پس قرآنی لغت کیا ہے؟ یہ سیکھنا ہو تو حضرت امام راغب سے سیکھیں"۔

آپؒ کا نام حسین بن محمد اور کنیت ابوالقاسم ہے لیکن عام طور پر آپؒ امام راغب اصفہانی کے نام سے معروف ہیں۔ آپؒ کی وفات ۵۰۲ھ میں ہوئی۔ آپؒ کی بہت سی تصانیف ہیں جو قرآن کریم اور ادب و ثقافت کے متعلق ہیں۔

حضرت امام راغبؒ اور آپؒ کی خدمت قرآن کے حوالہ سے ایک مختصر مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۱ر دسمبر ۹۸ء میں مکرم ا۔ا۔ن صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

معجزانہ حفاظت

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۷ر جنوری ۹۹ء کی ایک رپورٹ (مرسلہ مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید) کے مطابق دفتر وقف جدید کے دو کارکنان مکرم چودھری مظفر اقبال چیمہ صاحب اور مکرم سید صباح الدین صاحب کو دورے پر بھجوایا گیا۔ واپسی پر اُن کی سیٹیں دہلی سے امرتسر آنے کیلئے کنفرم تھیں۔ جب دونوں اسٹیشن پر پہنچے تو روانگی سے کچھ دیر پہلے اچانک انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اپنے ٹکٹ کینسل کروائے بغیر سفر سے رُک گئے۔ واپسی کے سفر میں یہی گاڑی ایک اور مسافر گاڑی سے ٹکرا گئی اور اس حادثہ میں سینکڑوں مسافر ہلاک ہوئے۔ سرکاری اعلامیہ کے مطابق ہلاک شدگان میں دونوں احمدی کارکنان بھی شامل تھے کیونکہ انہوں نے اپنی ریزرویشن کینسل نہیں کروائی تھی اور اُن کی بوگی مکمل طور پر تباہ ہوچکی تھی اور زندہ بچنے کے امکانات نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے معجزانہ رنگ میں ان دو احمدی خادمان سلسلہ کو اس گاڑی میں سوار ہونے سے روک لیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

20/08/99 – 26/08/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 20th August 1999

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner Tarteelul Quran No. 16 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab. No. 237 Rec: 29.12.96 with Huzoor (R)
02.15 From the Archives: Tabarukat Speech By Abdul Atta Sahib Jalandhar (R)
03.20 Urdu Class with Huzoor. No. 498. Rec: 11.06.99 (R)
04.30 Leaning Arabic, Lesson No. 6 (R)
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.58 Rec: 03.01.95(R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35 Children's Corner. Tarteelul Quran No. 16 (R)
07:00 Quiz History of Ahmadiyyat
07:45 Siraiky Programme. F/S by Huzoor with Siraiky translation. Rec: 24.04.98
08.50 Liqa Ma'al Arab. With Huzoor. No. 237 Rec: 29.12.96 (R)
09:50 Urdu Class No. 498 Rec: 11.06.99 with Huzoor
11:00 Indonesian Service : Tilawat & Hadith
11.30 Bengali Service *A sitting with Khalilur Rehman Sahib* Of New York Jamaat
Host: Tasadduq Hussain Sahib
12:05 Tilawat. Dars Malfoozat. News
13:00 FRIDAY SERMON LIVE Rec. 20.08.99
14.10 Mulaqat with French Speaking Friends. With Huzoor.
15.10 Friday Sermon. (R) Rec. 20.08.99
16.15 Children's Corner. With Naseem Mahdi Sb. Class No. 1 Part 2
16:50 German Service Freitagansprache
18:05 Tilawat. Darsul Hadith.
18.25 Urdu Class with Huzoor.
19.40 Liqa Ma'al Arab. With Huzoor. No. 238 Rec: 23.12.96
20.45 Belgian Programme. No. 43
21.15 Medical Matters. Heart By-pass operation.
21.45 Friday Sermon. (R) Rec. 20.08.99
22.55 Mulaqat with French Speaking Guests. With Huzoor.

Saturday 21st August 1999.

00.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
00.40 Children's Corner. With Naseem Mahdi Sb. Class No. 1 Part 2 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab. With Huzoor. No. 238 Rec: 23.12.96 (R)
02.20 Friday Sermon. (R) Rec. 20.08.99
03.20 Urdu Class With Huzoor
04.30 Computer for Everyone Part No. 11
04.55 Mulaqat with French Speaking Guests with Huzoor. (R)
06.05 Tilawat. Darsul Hadith. News.
07.00 Children's Corner. With Naseem Mahdi Sb. Class No. 1 Part 2 (R)
07:35 Mauritian Programme : Programme de varietes
08.15 Medical Matters. Heart By Pass Operation (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab. With Huzoor No. 238. Rec; 23.12.96 (R)
09.55 Urdu Class. With Huzoor(R)
11:00 Indonesian Hour : Tilawat, Let's learn Salat Part 7, Nazm - Pardah
12.05 Tilawat. News.
12.50 Learning Danish No. 36
13.00 Computer For Everyone No. 11 (R)
13.50 Bengali Service. Objectives of Jalsa and more
14.50 Children's Class
15.50 Quiz- Khutbat-e-Imam
16.40 Hakayaat-e-Sherien. No. 11
16.55 German Service: Huzoor's address to Lajna Imaillah 23rd Jalsa Salana Germany Rec. 22.08.98
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
19.30 Urdu Class. With Huzoor
19.50 Liqa Ma'al Arab. With Huzoor. No. 239 Rec: 24.12.96
20.50 Al Tafseerul Kabeer. No. 54
21.20 Children's Class. With Huzoor.
22.20 Q/A Session , with Huzoor. Rec: 31.05.98

Sunday 22nd August 1999.

00.05 Tilawat, News, Review of the Week
00.40 Quiz Khutbaie Imam (R)
01.35 Liqa Ma'al Arab. Session No. 239 Rec: 24.12.96 with Huzoor (R)
02.35 Canadian Horizon. Children's Class No. 11. (R)
03.30 Urdu Class. With Huzoor. (R)
04.40 Learning Danish No. 36 (R)
05.00 Children's Class. (R)
06.05 Tilawat, News, Review of the Week
07.15 Q/A Session with Huzoor. Rec: 31.05.98. (R)
08.55 Liqa Ma'al Arab Session No. 239.
09.55 Urdu Class. With Huzoor(R)
11.00 Indonesian Service: Tilawat & Tafseer Alfaithah
12.05 Tilawat. News. Review of the week.
12.40 Learning Chinese No. 135
13.10 Friday Sermon. (R) Rec. 20.08.99
14.25 Bengali Service
15.25 Mulaqat with Huzoor and English Speaking friends. Rec: 25.02.96
16.25 Children's Corner. Mulaqat with Huzoor.
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, Review.
19.30 Urdu Class with Huzoor.
19.50 Liqa Ma'al Arab. No. 240 Rec: 25.12.96
20.50 Albanian Programme. Programme 2 Part 1
21.30 Darsul Quran No. 23 By Huzoor. Rec; 16.01.99
22.55 Mulaqat, with Huzoor. Rec: 25.02.96.

Monday 23rd August 1999.

00.05 Tilawat, Darsul Malfoozat,Review of the Week, News
00.50 Children's Corner, with Huzoor. (R)
01.40 Liqa Ma'al Arab with Huzoor. Session No. 240. Rec: 25. 12.96 (R)
02.40 MTA USA Production: Interview with new Ahmadi
03:00 Urdu Class with Huzoor.
04.05 Learning Chinese No. 135 (R)
04.40 Mulaqat with Huzoor. Rec; 21.01.96 (R)
06.05 Tilawat, Review of the Week, News.
06:50 Children's Corner. Mulaqat with Huzoor. (R)
07.20 Darsul Quran No. 23 By Huzoor Rec: 16.01.99 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab. Session No. 240 Rec: 25.12.96 with Huzoor (R)
09:50 Urdu Class (R)
10.55 Indonesian Service (R) F/S by Huzoor
12.05 Tilawat, Review of the Week, News
13:00 Learning Norwegian No. 30
13:30 MTA Sports. Kabadi
14:00 Bengali Service
15:00 Homeopathy Class no. 59 Rec: 09.01.95
16:15 Children's Corner. Mulaqat with Huzoor.
17. 50 German Service
18.05 Tilawat, Advert of F/S. Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.241 Rec: 30.12.96
21:00 Turkish Programme. Truth about Imam Mahdi No. 8
21.25 Islamic Teachings
22:00 Homeopathic Class No. 59 Rec; 09.01.95
22.50 Learning Norwegian No. 30 (R)
23.40 Documentary

Tuesday 24th August1999

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner. Mulaqat with Huzoor.
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.241 Rec: 30.12.96. with Huzoor (R)
02.40 MTA Sports: Kabadi (R)
03.10 Urdu Class.
04.25 Learning Norwegian No. 30
04.55 Homeopathic Class No. 59 (R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.40 Children's Corner. Mulaqat with Huzoor.
07.15 Pushto Service: Friday Sermon Rec: 13.02.98
08.15 Rohani Khazaine: Karamaat-e-Sadiqeen
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.241 Rec; 30.12.96 with Huzoor (R)
09.50 Urdu Class: (R)
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish No. 15
13:00 Friday Sermon: Rec:06.10.89
14.20 Bengali Service
15:20 Tarjumatul Quran Class with Huzoor.
16:20 Children's Corner. Tarteelul Quran No. 18
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.242 Rec; 31.12.96
20.50 Norwegian Programme. Contemporary Issues No. 2
21.10 Documentary-Hobbies and Interests. Part 2
21.40 Hamari Kaenat No. 12
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. (R)
23.00 Learning Swedish No. 15
23.30 Speech- Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (AS) "Hadhrat Malik Abdul Rahman (R.A)" By Mohammad Azam Akseer Sahib

Wednesday 25th August1999

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.45 Children's Corner. Tarteelul Quran No. 18 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.242 Rec: 31.12.96 (R)
02.10 From the Archives: F/S Rec: 06.10.89 (R)
03:30 Urdu Class:(R)
04:35 Learning Swedish No. 15
04.55 Tarjumatul Quran Class by Huzoor. (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner. Tarteelul Quran No. 18 (R)
07.10 Swahili Programme. F/S by Huzoor Rec: 19.07.96
08.25 Hamari Kaenat No.12
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 242 Rec: 31.12.96 (R)
09.50 Urdu Class: (R)
11.00 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning German
13.10 Q/A Session held inNew York :Rec:20.10.94
14.05 Bengali Service: F/S by Huzoor Rec. 04.12.98
15.10 Tarjumatul Quran Class
16.10 Children's Corner Guldasta No. 11
16.55 German Service
18.05 Tilawat, A Page from the History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class:
19:35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 243 Rec; 01.01.97
20.40 French Programme. Reponses avec le Caliphe part 6 Rec. 10.11.96
21.10 MTA Lifestyle. Al Maida
21.30 MTA Lifestyle. Sewing lessons No. 7
21.55 Tarjumatul Quran Class by Huzoor.
23:00 Learning German
23.30 Speech by Abdul Sami Khan Sahib

Thursday 26th August 1999

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Chuildren's Corner. Guldasta No. 11 (R)
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.243 Rec: 01.01.97 with Huzoor. (R)
02.30 Q/A with Huzoor Rec: 20.10.94
03.25 Urdu Class: (R)
04.30 Learning German
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 18 (R)
06.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
06.55 Children's Corner. Guldasta No. 11 (R)
07.30 Sindhi Programme. F/S by Huzoor with Sindhi Translation. Rec: 18.09.98
08.30 MTA Lifestyle. Al Maidah (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No 243 Rec: 01.01.97 (R)
09.55 Urdu Class (R)
11:00 Indonesian Service:Tilawat, Jalsa 1999's Speech ....
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic No. 8
12.50 Tabarukat. Speech by Abdul Ata Sb
13:50 Bengali Service: Q/A with Huzoor Rec. 29.1.95
14:55 Homoeopathy Class: Lesson No.60 Rec: 10.01.95
16:00 Children's Corner. Tarteelul Quran No. 19
16.20 Children's Corner Waqfeen-ne-nau
17.00 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30 Urdu Class
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 244 Rec: 06.01.97. with Huzoor.
20.40 Speech By Zahid Ahmad Khan J/S 1992
21.15 Quiz History of Ahmadiyyat No. 2
21.50 Homoeopathy Class: Lesson No.60 Rec: 10.01.95 ®
22.50 Learning Arabic No. 8 (R)
23:10 Urdu Adab ka Ahmadiyya Dabistan

DIGITAL TRANSMISSION AROUND THE GLOBE

Pacific:	North America:
PanAmSat 2	Loral Skynet Telestar 4
Position: 169 East	Position: 89 West
Video Frequency: 3901	Video Frequency:12149 MHz
Polarisation: Horizontal	Polarisation: Left Hand Circular

SouthAmerica:	Europe/Middle East:
Intelsat 806	Eutelsat Hotbird 4
Position: 40.50 West	Position: 13 East
Video Frequency: 3803 MHz	Video Frequency: 10722 MHz
Polarisation: Left Hand Circular	Polarisation: Horizontal

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, August 20, 1999 Issue No. 34

بقیہ:افتتاحی خطاب از صفحہ اول

ہوئی کہ کچھ عرصہ پہلے کراچی میں ایک جاہل نے مباہلہ کی جرأت کی ہے حالانکہ میں نے جماعت کو یہ ہدایت کی تھی کہ اب مباہلہ کی بات چھوڑ دیں۔ کئی بار بڑی شان سے مباہلہ پورا ہو چکا ہے۔ میرے لئے ضروری تھا کہ قوم کے مسلمہ راہنماؤں کے ساتھ مباہلہ کروں نہ کہ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے ساتھ۔ اس ضمن میں آپ کو یاد ہو گا کہ جنرل ضیاء الحق کو بھی مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی اور بھٹو کو بھی مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی اور اس شان کے ساتھ خدا نے وہ مباہلہ پورا کیا کہ اب وہ بیٹھے پیٹتے رہ جائیں جو ہو چکا ہو چکا، اس کو کالعدم قرار نہیں دے سکتے۔ بھٹو کے تعلق میں میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے حوالہ سے بیان کیا تھا کہ اگر یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق الہام میں بتایا گیا تھا کہ گویا جماعت پر کتے مسلط کئے جائیں گے تو پھر اس کے حق میں یہ الہام ضرور پورا ہو گا کہ کَلْبٌ یَمُوتُ عَلٰی کَلْبٍ کہ ایک کتے کے بعد دوسرا کتا مرے گا۔ ایک تو یہ بھی ہے جس میں دراصل ایک اور آنے والے کتے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عجیب رنگ میں سمجھائے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کے تعلق میں یہ اعلان کیا جا رہا ہے وہ ۵۲ سال کی عمر سے پہلے نہیں مرے گا۔ جب وہ باون سال میں داخل ہو گا تو جب تک وہ ۵۲ سال کے اندر ہے اس عرصہ میں وہ ہلاک کیا جائے گا اور باون سال اس پر پورے نہیں ہو سکیں گے۔ یہ دعویٰ تھا جس کو میں نے اسی الہام کے حوالہ سے کھول کر ساری قوم کے سامنے پیش کیا تھا اور قوم مطلب سمجھ گئی۔ چنانچہ مختلف اخبارات سے اور خصوصاً ملاؤں کی طرف سے حکومت پر زور دیا جاتا رہا کہ ہم آپ سے زیادہ مخالف ہیں ان کے لیکن بھٹو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کے باون سال میں داخل ہونے سے پہلے تو آپ اس کو نہیں مار سکے مگر ایک سال انتظار کر لیں۔ جب باون سال پورے ہو جائیں گے تو پھر مارنا تاکہ ہم کھلم کھلا اعلان کر سکیں کہ احمدیت جھوٹی نکلی اور حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ اتنا زور دیا گیا، ہر اخبار نے بار بار حکومت کی منتیں کیں مگر خدا کی تقدیر کے سامنے کسی کی کچھ پیش نہ گئی۔ آخر اسی ایک سال کی مدت میں جو باون کا سال تھا اس کی موت اس طرح واقع ہوئی کہ اس وقت کی فوج نے اس مخفی کارروائی کا نام بلیک ڈاگ آپریشن (Black Dog Operation) رکھا۔ اب یہ دیکھیں کہ کیسے یہ انسان کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ سو فیصد لازماً یہ اللہ تعالیٰ کی کارروائی تھی۔ اور پھر وہ نام کس احمدی نے تجویز کیا تھا۔ بلیک ڈاگ آپریشن اس کا نام رکھا گیا اور باون سال کی عمر کے اندر ہی اسے پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ پس یہ اللہ کی شان ہے کہ مباہلہ اس رنگ میں پورا ہوا کرتا ہے کہ جیسے دن کو سورج چڑھ جائے اس طرح جماعت احمدیہ کی صداقت کا سورج ہر ایک آنکھ پر طلوع ہو جاتا ہے سوائے اندھوں کے۔

حضور نے کراچی والے مباہلہ کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے علماء کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ میں ساری دنیا کی جماعتوں کا سربراہ ہوں اور میرا کام یہ نہیں ہے کہ ہر للو پنجو کو جو مباہلہ چیلنج کرے اس کا مباہلہ قبول ہی کروں یا اسے جوابی چیلنج دوں لیکن پتہ نہیں کیوں لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہوا کہ دو مربی صاحبان نے بظاہر ایک مخالف کے جال میں پھنس کر مباحثہ میں اس کو بلوا لیا۔ وہ پہلے سے ارادہ لے کر آیا تھا کہ مباحثہ کے دوران اچانک میں مباہلہ کا چیلنج پیش کروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر ہرگز لازم نہیں تھا کہ اس کے چیلنج کو من و عن قبول کرتا۔ اگر کرنا بھی تھا تو اس پر قدغن لگائی جاتی کہ تم اپنے پیچھے قوم کے رہنما بتاؤ کون تمہاری تائید میں ہیں کون تسلیم کرتا ہے کہ ہاں اگر تم ہار جاؤ تو ہم احمدیت کی فتح کو تسلیم کر لیں گے مگر ان سب باتوں سے قطع نظر ہمارے دو بھولے بھالے مربیان نے اس کا مباہلے کا چیلنج نہ صرف قبول کر لیا بلکہ میرا چیلنج اس کو دے دیا۔ حضور نے فرمایا کہ ان کو کوئی حق نہیں تھا کہ یہ کام کرتے مگر میں کہتا ہوں کہ وہ احمدی فوج کے لڑنے والے ہی تھے اس لئے انہوں نے تسلیم کر لیا تو میں بھی تسلیم کرتا ہوں اور اس پہلو سے میں اس مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر چکا ہوں۔

اس کے بعد حضور نے اس مباہلہ کے بعض نکات پیش فرمائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ مباہلہ کرنے والا دراصل اس مباہلے کے دوران ہی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے بڑے واشگاف الفاظ میں احمدیت کے دعاوی دشمن کے سامنے رکھے تھے اور کہا تھا کہ ایک ایک کے متعلق یہ اعلان کرو کہ یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔ اس نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا اور جو الفاظ ہیں وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔
جماعت احمدیہ کے معاندین یہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ یہ عقائد رکھتی ہے۔

☆...... یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی خدا تھے۔ اس پر حضور نے لعنة الله علی الکاذبین فرمایا۔ اور تمام احباب سے فرمایا کہ آپ بھی لعنة الله علی الکاذبین کہیں۔ جس پر سب نے بلند آواز میں لعنة الله علی الکاذبین کہا۔ حضور نے فرمایا آج ایک کروڑ داخل ہونے والوں کے علاوہ جب سے جماعت بنی ہے کروڑہا احمدیوں میں سے ایک احمدی بھی ایسا نہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا کہتا ہے یا خدا تسلیم کرتا ہے۔

☆...... دوسرا دعویٰ: وہ خدا کا بیٹا تھے۔ لعنة الله علی الکاذبین۔ اور پھر یہ دعوے ایک دوسرے کو بھی جھٹلا رہے ہیں۔ خدا تھے تو خدا کا بیٹا کیسے ہو گیا۔ یہ مولویوں کا پاگل پن ہے۔ یعنی پاگل پنوں میں سے ایک پاگل پن ہے۔ ☆...... ایک اور دعویٰ: خدا کا باپ بھی تھے۔ حضور نے فرمایا اس پر تو لعنت سے زیادہ انا للہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ ☆...... پھر یہ خوفناک دعویٰ کہ تمام انبیاء سے بشمول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم افضل و برتر تھے۔ حضور نے فرمایا کوئی احمدی ساری دنیا میں اس دعویٰ کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔
☆...... پھر کہتے ہیں ان کی وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کوئی حیثیت نہیں نعوذبالله من ذلك۔ لعنة الله علی الکاذبین۔
☆...... ان کی عبادت کی جگہ عزت و احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔ یعنی ہر احمدی مسجد خانہ کعبہ کے برابر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لعنة الله علی الکاذبین۔ ☆...... قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔ ☆...... قادیان سال میں ایک دفعہ جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے۔

حضور نے فرمایا ہمارا تو دعویٰ یہ ہے کہ دنیا میں کسی مقدم مقام پر جانا بخشش کا موجب نہیں بنا کرتا۔ تقویٰ ہے جو بخشش کا موجب بنتا ہے۔ اگر تقویٰ لے کر جاؤ گے تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ اگر تقویٰ کے بغیر جاؤ گے تو پھر اس کی مرضی ہے چاہے تو بخش دے چاہے تو سزا دے۔

☆...... اور حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے۔ لعنة الله علی الکاذبین۔

ان الزامات کے علاوہ حسب ذیل نہایت مکروہ الزام بھی جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں:

☆...... احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔ لعنة الله علی الکاذبین . لا اله الا الله محمد رسول الله۔
☆...... جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین
☆...... احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کا خدا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
☆...... قادیانی جن ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں وہ وہ ملائکہ نہیں جن کا قرآن و سنت میں ذکر ملتا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
☆...... قادیانیوں کے رسول بھی مختلف۔ ☆...... ان کی عبادت بھی اسلام سے مختلف۔ ☆...... ان کا حج بھی مختلف۔ ☆...... غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی عقائد میں قادیانیوں کے عقائد قرآن و سنت سے جدا اور الگ ہیں

ان سارے الزامات کا ذکر کر کے میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے ہیں اور کھلم کھلا افتراء ہیں۔ ان میں ایک بھی سچا نہیں۔ اور لعنة الله علی الکاذبین۔ آخر پر خدا کی لعنت جھوٹوں پر ڈالتا ہوں۔ میں نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اگر یہ باتیں جھوٹ ہیں جیسا کہ جھوٹ ہیں یعنی مولویوں کے الزام تو پھر تو اے خدا جماعت پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما۔ اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے۔

حضور نے فرمایا کہ آج ساری دنیا سے آنے والے گواہ ہیں کہ خدا کی قسم جماعت احمدیہ کی سچائی سب دنیا پر روشن ہو چکی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر دشمن کے یہ الزامات سچے ہیں تو ہم پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے اپنے عذاب کی چکی میں پیس تاکہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ ہے۔ یہ سب عجائب کام ہیں جو تو دکھلاتا ہے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں آپ کے سامنے یہ بات کھول رہا ہوں کہ صرف یہ ایک سال اس مباہلہ کرنے والے کو جھوٹا ثابت کر دے گا۔ کیونکہ اس سال جماعت کو مٹنا چاہئے تھا۔ بجائے مٹنے کے یہ اور بھی زندہ ہو گئی۔ زندہ سے زندہ تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پس ان سب کی تعلیات الٹی ان پر پڑتی ہیں۔ ہمیں ان کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔ آئندہ کے لئے میری نصیحت یہ ہے کہ اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ دن بدن جماعت ترقی پر ترقی کرتی چلی جائے گی اور ہر سال خواہ کوئی مباہلہ قبول کرے یا نہ کرے اس کے اوپر ہماری طرف سے یہ لعنت کا انبار بڑھتا ہی چلا جائے گا اور اللہ کرے گا تو ایسا ہی ہو گا اور ہم میں سے جو زندہ رہیں گے وہ سب اس کو دیکھیں گے۔ (باقی اگلے شمارہ میں انشاء الله)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔